

چادرِ زہراً کا سایہ ہے ترے سر پر نصیر!
 فیضِ نسبت دیکھئے، نسبت بھی زہرائی ملی

www.freiz-e-nisbat.weebly.com

فیضِ نسبت

مجموعہ مناقب

علامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؒ

گولڑہ شریف

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ©

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلٰی
الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ
سُجَّدًا وَّاقِیَامًا ۝

ترجمہ۔ اور رحمن کے (خاص) بندے (وہ ہیں) جو زمین پر
آہستہ چلتے ہیں اور جاہل لوگ جب ان سے بات کرتے ہیں،
تو کہہ دیتے ہیں بس (ہمارا) سلام۔ اور جو اپنے رب کے
لیے سجدہ اور قیام کرتے ہوئے رات گزار دیتے ہیں۔

(القرآن، 25: 63-64)

www.faiz-e-nisbat.weebly.com

فیض نسبت	:	نام کتاب
علامہ میر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی	:	نام مصنف
بار چہارم	:	اشاعت
2000	:	تعداد
انتخارا احمد گولڑہ شریف	:	کمپوزنگ
مولانا محمد اشفاق سعیدی چشتی، پروفیسر محمد اعجاز، ماسٹر منور حسین آتش	:	پروف ریڈنگ
محمد دانش نجم (حزہ پرویز پرنٹرز)	:	سرورق
مہر یہ نصیر یہ پبلشرز، گولڑہ شریف	:	ناشر
حاجی عبدالقیوم گولڑوی	:	نگرائی طباعت
حزہ پرویز پرنٹرز، راولپنڈی (051-5521575)	:	مطبع
	:	ہدیہ
اکتوبر 2010ء مطابق ذیقعد 1431ھ	:	سن طباعت

ISBN 969-8537-00-7

ملنے کا پتہ

اندرون ملک: طلوع مہ آڈیو ویڈیو لائبریری، کتب خانہ مہر یہ نصیر یہ، درگاہ غوثیہ چشتیہ نظامیہ مہر یہ گولڑہ شریف
11 - اسلام آباد، پاکستان۔ فون: 0092-51-2106464
نیز: مکتبہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور

ویب سائٹ: www.pirnaseeruddin.com ای میل: mail@pirnaseeruddin.com

بہرون ملک: فنڈرائزنگ چشتی، 82 Brighton Road, Birmingham,
B12 8QH U.K. Ph: 07976901875 - 0121-4424548

قاری فضل رول، جامعہ ہندیہ مہر یہ اینڈ مسلم سنٹر، INC، 32-13، گلی 57th
، ساؤتھ ویسٹ پارک، آئن، 418 ایونیو، پی بروک لائن، نیویارک 11223
فون: 718-274-7813، فیکس: 718-3396 385، یو ایس اے
فون: 1347-2552-767

ارشادِ نبوی

خَيْرُكُمْ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا أَذْكَرَ اللَّهُ

ترجمہ

تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں
جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے

(الحديث: مَعْلُومَةٌ شَرِيفٌ، بَابُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ)

پاکی چو بحر موج زند از جبینِ شاں
قومیکہ از گدازِ تمنا و ضو کنند
حضرت عبدالقادر بیدلؒ

ترتیب

نمبر شمار	متعلق صفحہ نمبر
1	کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں، اور دنیا میں حاجت روا کون ہے حمد
2	خدائے کون و مکاں، سب کا پاسباں تو ہے (ایضاً)
3	دیدنی ہے جلوہ دربار عبدالمطلب
4	بندھی حجاز میں ایسی ہو اے عبد اللہ
5	خشم الرُّسُل ہیں نُورِ نظر، جانِ آمنہ
6	نذرِ محبوبِ خدا، جانِ ابوطالب ہے
7	تجھے مل گئی اک خدائی حلیمہ
8	مقصود ہے اصل میں تو آوازِ ج کی ذات
9	کیوں ندرت پر ہو مرے مدحت ازواجِ رسول (ایضاً)
10	قابل دید ہیں سب، ماہِ لقا لڑکے ہیں
11	نازشِ صدق و صفا تم پر سلام
12	خلافتِ شہِ بطحا کی ابتدا، صدیق
13	مُستلم ہے محمد سے وفا، صدیقِ اکبر کی (ایضاً)
14	اسلام کی شوکت، صدفِ دس کا گھر ہے
15	مثالی ہے جہاں میں زندگی فاروقِ اعظم کی (ایضاً)
16	اللہ اللہ! یہ تھی سیرتِ عثمان غنی
17	شہِ زادگانِ رسالت مآب
19	دخترانِ خیر الانام
20	سیدنا ابو بکر صدیق
25	(ایضاً)
27	سیدنا عمر فاروق
30	(ایضاً)
32	سیدنا عثمان غنی

انتساب

بہ اختیارِ عالمِ انسانیت

متعلق صفحہ نمبر	نمبر شمار
101	امام حسینؑ
103	(ایضاً)
106	(ایضاً)
109	(ایضاً)
112	(ایضاً)
123	یوم عاشور
142	امام حسینؑ
144	تشنہ گان کر بلا
147	(ایضاً)
150	امام حسینؑ
152	(ایضاً)
155	(ایضاً)
157	(ایضاً)
159	(ایضاً)
161	داتا گنج بخشؒ
163	(ایضاً)
165	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
167	(ایضاً)
169	(ایضاً)
171	(ایضاً)
173	(ایضاً)

نمبر شمار	متعلق صفحہ نمبر
17	السلام اے نوع انساں را نوید فتح باب
18	کیوں عقیدت سے نہ میرا دل پکارے یا علیؑ
19	گنبد آفاق میں روشن ہوئی شمع نجات
20	منظر نضائے ذہر میں سارا علیؑ کا ہے
21	کیوں کر نہ ہوں معیارِ سخا فاطمہ زہراؑ
22	زمین سے تا بہ فلک ہر طرف صدائے حسنؑ
23	عارف بود کسے کہ دلش نسبتِ ولا
24	سیدِ شہرِ دین، نازِ حسنؑ، پیکرِ تنویر
25	حسینؑ، گلشنِ تطہیر کی بہارِ مراد
26	لاکھ نالہ و شیون، ایک چشمِ تر تنما
27	لافِ نبرد، سبطِ پیغمبر کے سامنے!
28	زبانِ حال سے کہتی ہے کر بلا کی زمیں
29	تھامرِ صفت، قافلہ سالار کا چرا
30	ہو گیا کس سے بھرا خانہ زہراؑ، خالی
31	آگ سی دل میں لگی، آنکھ سے چھلکا پانی
32	مثلِ شبیرؑ کوئی حق کا پرستار تو ہو
33	نظرِ نواز ہیں، دل جگمگا رہے ہیں حسینؑ
34	اللہ، اہل بیتِ پیغمبر کے ساتھ ہے
35	غمِ شبیرؑ کا یوں دل پہ اثر ہے کہ نہیں؟
36	رسمِ شبیرؑ جگانے کے لیے
37	حسینؑ کا ہو کہیں ذکر، کوئی بات چلے

صفحہ نمبر	متعلق	نمبر شمار	صفحہ نمبر	متعلق	نمبر شمار
235	پیر میر علی شاہ	80	175	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	59
237	(ایضاً)	81	177	(ایضاً)	60
239	(ایضاً)	82	179	(ایضاً)	61
242	(ایضاً)	83	181	(ایضاً)	62
244	بابو جی تقدس سترہ	84	183	(ایضاً)	63
246	(ایضاً)	85	185	(ایضاً)	64
248	(ایضاً)	86	189	(ایضاً)	65
250	(ایضاً)	87	191	(ایضاً)	66
253	خواجہ غلام فریدؒ (کوٹ مھن)	88	199	(ایضاً)	67
256	محمد اسماعیل شاہؒ کرمانوالہ	89	206	(ایضاً)	68
259	ممد سے لحد تک	90	210	معین الدین امیرؒ	69
271	ابن آدم سے خطاب	91	213	(ایضاً)	70
279	بدو عانے درویشاں	92	214	(ایضاً)	71
	آخری تازہ کلام		216	مولانا جلال الدینؒ	72
280	بھور سیدہ عائشہؓ	93	219	بابا فریدؒ	73
283	سیدہ فاطمہ الزہراءؓ	94	221	(ایضاً)	74
286	حضرت حیران پیرؒ غوث اعظمؒ	95	223	(ایضاً)	75
			225	حیرے در پر میں آیا ہوں خواجہؒ، میرا تجھ دین سہارا نہیں ہے	76
			228	صائب کلیتری	77
			230	شمس الدین سیالویؒ	78
			232	قمر الدین سیالویؒ	79

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ہست کلیدِ درِ گنجِ حکیم

پیش لفظ

دُرُوشانمند ہرچہ ہست ایشانند
در صفّہ یار در صفّہ پیشانمند

خواہی کہ مسِ وُجود زر گردانی؟
با ایشان باش! کیما ایشانند

(حضرت ابوسعید ابوالخیر میثقی)

خداست حاصلِ خدمتِ گزینِ دُرُوشان
مکار غیرِ جبیں، در زمینِ دُرُوشان

سپہرِ خرمنِ اقبالِ بے نیازی ہاست
چو بیدلِ آنکہ بود خوشہ چمینِ دُرُوشان

(حضرت عبدالقادر بیدل)

مناقب، منقبت کی جمع ہے، جس کا مادہ نُقِبَ ہے۔ نُقِبَ کے لغوی معنی
اش، کُرید اور چھان پھنک کے ہیں۔ گویا منقبت کسی فرد کے کردار کی
تفتیش کرنے کے بعد اُس کے فضائلِ حمیدہ، اخلاقِ حسنہ اور مکارمِ عالیہ کا ایسا
بیان ہے، جو نظم یا نثر میں کیا گیا ہو۔ مناقب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا

جاسکتا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نفسِ نفیس
حضرت حسان بن ثابتؓ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
منقبت سماعت فرمائی اور اُس کو پسند فرمایا۔ معلوم ہوا کہ کسی کے مناقب بیان
کرنا اور اُن کا سُنانا ایک ایسی روش ہے، جسے تائیدِ نبوی حاصل رہی ہے۔ یہ
منظومات چوں کہ نفیس مضامین، عمدہ خیالات اور دلکش پیرایہ بیان پر مشتمل
ہوتی ہیں اس لیے براہِ راست تطہیرِ روحانی اور اخلاقی اقدار کے فروغ کا باعث
بنتی ہیں۔ لہذا کسی علمی یا روحانی شخصیت کی ذات و صفات سے متاثر ہو کر اُس کو
خراجِ تحسین پیش کرنا ایک طرح کا اعترافِ عظمت ہے اور یہ عمل ایک
مخصوص دائرے میں رہتے ہوئے انجام دینا ممنوع نہیں۔ بلکہ ایک نفلِ مستحسن
ہے۔ یہ روایت عربی، فارسی اور اُردو میں بہت قدیم ہے۔ جس کا
تسلسلِ اسلام کے مختلف ادوار سے گزرتا ہوا ہم تک پہنچا۔ بعض اوقات
مدوح میں ایک ایسی عالی نسبت پائی جاتی ہے جو بجائے خود ایک مقامِ مدح ہو؛
وہاں بھی خراجِ محبت و عقیدت پیش کیا جاسکتا ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام کے
ازواجِ مطہرات، ابناء و بنات اور خدامِ کرام و غیر ہم۔ کیوں کہ ان میں ایک
عظیم ہستی کی نسبت موجود ہے۔ لہذا ایسی ذوات بھی قابلِ ستائش ٹھہرائی جاتی
ہیں۔ نسبت کا یہی تسلسل اپنے اپنے مقام اور قرابت و قربت کے اعتبار سے
اہلِ بیت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے، پس
حضور علیہ السلام سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کے لیے یہ ہستیاں بھی قابلِ تعظیم
ٹھہرتی ہیں۔ ان کے بعد صوفیائے کرام اور علمائے خیر کے دو ایسے عظیم
طبقے ہمارے سامنے آتے ہیں کہ ان کی علمی و روحانی حیثیت اور ان کی دینی و ملی
خدمات کو دیکھتے ہوئے ان کے حق میں رطبِ اللسان ہونا ایک قدرتی امر

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن اکابر نے توحید و رسالت کے لافانی اور مستہم بالشان پیغام کو اُمتِ مسلمہ کے قلوب تک پہنچانے میں اپنی مقدس زندگیاں صرف کر دیں؛ ہر دور کے شاعروں اور نثر نگاروں نے اپنے اپنے احساسات کو اپنی اپنی بساط کے مطابق اُن کی خدمات کے اعتراف میں نہ صرف پیش کیا، بلکہ اُن سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار بھی کیا۔

میں نے مناقب میں کوشش کی ہے کہ اظہارِ عقیدت کے ساتھ عقل و شعور کا دامن بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ یعنی جو کچھ کسی کے لیے کہا، وہ محض اندھی عقیدت پر مبنی نہیں، بلکہ اُس کی خدمات و صفات کے حوالے سے حقائق کی روشنی میں بات کرنے کی کوشش کی کیوں کہ ہر طرح کی حمد و ثنا کے لائق تو صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ اِس کے برعکس انسانی تعریف و ستائش کا دائرہ بہر حال محدود ہے، جو صفاتِ شانِ اُلُوہیت کے ساتھ محض ہیں، کسی بھی انسان کو اُن کا مستقل طور پر مالک اور متصرف سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ بعض لوگوں نے اپنے بزرگوں اور مشائخ کی تعریف میں انتہائی غلو سے کام لیا، مگر میں اِس کا ہرگز قائل نہیں۔ میرے بعض اشعار میں احتیاط کے باوجود بھی اگر آپ کو کہیں وارفتگی و خود سُپردگی کا عنصر نظر آئے تو اِسے محض شاعرانہ نکتہ آفرینی، خانقاہی ماحول یا پھر دُنیا کے نسبت کے اثرات کا نتیجہ سمجھئے۔ بہر حال دوسرے لوگوں کی نسبت پھر بھی میرے اشعار میں آپ کو احتیاط کا پہلو واضح طور پر نظر آئے گا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ توحید و رسالت کی حدود کو نہ چھوا جائے۔ مدد، دستگیری اور سہارا جیسے الفاظ سے میری مراد معاذ اللہ حقیقی دستگیری اور استعانت ہرگز نہیں؛ بلکہ مجازی یا رُوحانی حوالے سے مقصود ہے، جو میرے خیال میں ممنوع نہیں۔ اُمید ہے کہ

اہل ذوق بالعموم اور اربابِ نسبت بالخصوص اشعار سے محفوظ ہوں گے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکابرِ اُمت اور صلحائے ملت کے حسنات کی بدولت میرا اور آپ سب کا حشر بالخیر کرے۔ مجھے یقین ہے کہ باری تعالیٰ مجھانِ اولیاء کو بروز حشر نوید بخش سے محروم نہیں فرمائے گا؛ کیونکہ ہم اہل سنت، انبیاء و اولیاء کو منزل نہیں بلکہ نشانِ منزل سمجھتے ہیں؛ منزلِ مقصود صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور یہی انبیاء و اولیاء کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ ہم اِن ذواتِ مقدسہ کا احترام ضرور کرتے ہیں، مگر ایک متعین حد تک۔ احترام بھی اِس لیے کہ اِن کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے قُرب حاصل ہے۔ اور اِن کی عزت کا واحد سبب اللہ تعالیٰ سے اِن کی لازوال نسبتِ عبدیت ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلویؒ کے خلیفہ حضرت شاہ نیاز بریلویؒ نے اولیاء اللہ سے نسبت رکھنے کے حوالے سے کیا عمدہ فرمایا تھا۔

با اولیاست حشرِ مجہانِ اولیا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تعلیماتِ توحیدِ خالص سے بہرہ ور فرمانے کے ساتھ ساتھ علی حسب المرتبہ انبیاءِ علیہم السلام اور صوفیائے عظام کی حدودِ شرعیہ میں رہتے ہوئے تکریم و تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نیاز مندِ اولیاء و علمائے خیر

نصیر الدین نصیر کان اللہ

گولڑہ شریف

20 اپریل 2000ء

حمدِ باری تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهُ

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں، اور دُنیا میں حاجت روا کون ہے
 سب کا داتا ہے تو، سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
 کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے
 جب تئلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
 کون مستنثا ہے فریادِ مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کُنجی ہے مقسوم کی
 رزق پر کس کے پلٹتے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے
 اولیا تیرے محتاج اے ربِّ کُلِّ! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رُسل
 ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے
 میرا مالک مری سُن رہا ہے فُغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زُباں
 اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بلا ہے، صبا کون ہے
 ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے، خدا بھی وہی
 جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما، اُس آحد کے سوا دوسرا کون ہے

www.faiiz-e-nisbat.weebly.com

وہ حقائق ہوں آشیاء کے یا خشک و تر، فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب، مگر
 ماسوا، ایک اُس ذاتِ بے رنگ کے، فہم و ادراک سے ماورای کون ہے
 انبیا، اولیا، اہل بیٹ نبی، تابعین و صحابہؓ پہ جب آہنی
 رگر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے
 اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے، کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
 اے نصیر! اِس کو تو فضلِ باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

حمدِ باری تعالیٰ

خدائے کون و مکاں، سب کا پاسباں تُو ہے
 کریم و رازق و خلاقِ اِنس و جاں تُو ہے
 ہر ایک شے میں، ہر اک رُوح میں، رواں تُو ہے
 وہاں خرد کی رسائی نہیں، جہاں تُو ہے
 ازل سے خاص جبابوں کے درمیاں تُو ہے
 کوئی بتا نہ سکے گا کبھی، کہاں تُو ہے
 روشِ روشن ترے حُسن و جمال سے روشن
 چمن میں رنگِ گل و لالہ سے عیاں تُو ہے
 جگہ جگہ تری موجودگی کی آئینہ دار
 ہر ایک سوترے جلوے، یہاں وہاں تُو ہے
 زباں زباں پہ ہے دن رات داستاں تیری
 نظر سے دُور سہی، سب کے درمیاں تُو ہے

خفی ہے ذات تری، ہے بجلی تری قدرت
 جہاں میں برتر از اندیشہ و گماں تو ہے
 عجب ہے تیرے جمال و جلال کا عالم
 ہر ایک موج میں، ہر برق میں رواں تو ہے
 ہر ایک شے سے جھلکتی ہے تیری زیبائی
 عیاں شعور پہ ہے، آنکھ سے نہاں تو ہے
 تری ادائے کرم کی ہر ایک شے مرہون
 ہر اک وجود کے پیکر میں صوفشاں تو ہے
 ہوا ہے حمد سرا ربّ دو جہاں کے لئے
 نصیر! آج خود اپنے پہ مہرباں تو ہے

مختصر

سیدنا عبدالمطلب، جدّ حضرت ختمِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم

دیدنی ہے جلوہ دربارِ عبدالمطلب
 مصطفیٰ ہیں، دولتِ بیدارِ عبدالمطلب
 زینتِ کعبہ بنے، انوارِ عبدالمطلب
 کس قدر اُجلا رہا، کردارِ عبدالمطلب
 کیوں نہ چومے با ادب ہو کر فرشتوں کی نظر
 قابلِ تعظیم ہے، دستارِ عبدالمطلب
 تربیت گاہِ محمد مصطفیٰ ہے اُن کا گھر
 اللہ اللہ! جذبہٴ بیدارِ عبدالمطلب
 اپنا گھر روشن کیا صبحِ ازل کے نور سے
 یہ شرف تھا اور یہ معیارِ عبدالمطلب

آبرہہ کے سامنے حق کی حمایت بے دھڑک
 تیغ سے بھی تیز تھی ، گفتارِ عبدالمطلب
 ابن ہاشم ، آلِ ابراہیم و سرخیلِ قریش
 نذرِ کعبہ ہے ، دُرِ شوارِ عبدالمطلب
 زندگی بھر ہم نصیر اُن کی ثنا لکھیں نہ کیوں
 جاگزیں دل میں ہوئے اطوارِ عبدالمطلب

مختصراً
 سیدنا عبد اللہ ، والدِ گرامی
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

بندھی حجاز میں ایسی ہوئے عبد اللہ
 خدا کا خاص کرم تھا برائے عبد اللہ
 نگاہ و دل میں سمائی ضیائے عبد اللہ
 پسند آئی ہے سب کو ، ادائے عبد اللہ
 ہوئی عرب کے خواص و عوام میں شہرت
 بے نظر میں ، تو دل میں سمائے ، عبد اللہ
 اس ایک جلوے سے ہے دل کے آنے کا بھرم
 نگاہِ شوق میں ہے نقشِ پائے عبد اللہ
 یہی بہت ہے کہ والد ہیں وہ محمد کے
 بیان اور کروں کیا ، شنائے عبد اللہ
 اُسے ملی ہے نویدِ نجات کی سوغات
 پڑی ہے کان میں جس کے ، صدائے عبد اللہ

چمک رہا ہے محمدؐ کا نُورِ ماتھے پر

لقائے سرورِ دین ہے لقائے عبد اللہ
ہے اُن کی ذات ، دُعائے خلیلؑ کا منظر

نبیؐ کا نُور ہے عظمتِ فزائے عبد اللہ
نصیر! میرے لیے ہے نجات کا باعث
ثنائے احمدِ مُرسَل ، ولائے عبد اللہ

مختصراً

سَيِّدَةُ أُمَّتِ الْمُؤْمِنِينَ جَنَابِ سَيِّدِهِ آمَنَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ
والدہ حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

ختمِ الرُّسُلِ ہیں نُورِ نظر ، جانِ آمَنہ
ہم ہیں بہ صد خلوص ، ثنا خوانِ آمَنہ
رُتَبہ بلند ، اور بڑی شانِ آمَنہ
دُنیا کی ساری مائیں ہیں ، قربانِ آمَنہ
ہم کو ملے رسولِ خدا ان کی گود سے
اُمت پہ ہے یہ شفقت و احسانِ آمَنہ
شاہِ عربؐ کی والدہ ماجدہ ہیں آپ
اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ آمَنہ
دونوں جہانِ جس کی ضیاء سے ہیں فیضِ یاب
وہ نُورِ حق ہے ، مہرِ درخشانِ آمَنہ

تخلیق کائنات کا باعث ، رسول ہیں
 لکھا گیا یہ باب ، بعنوانِ آمنہ
 اُن کی نوازشات ہیں میری نگاہ میں
 میں ہوں نصیر! دل سے ادب دانِ آمنہ

مخضور
 سیدنا ابو طالب ، ابن جناب عبدالمطلب
 عم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

نذرِ محبوبِ خدا ، جانِ ابو طالب ہے
 ساری دُنیا پہ یہ احسانِ ابو طالب ہے
 اللہ اللہ ! عجب شانِ ابو طالب ہے
 حرمِ کعبہ ، ادب دانِ ابو طالب ہے
 مصحفِ رُوئے محمدؐ ہے نظر میں ہر دم
 مرجا ، خوب یہ قرآنِ ابو طالب ہے
 ان کے آغوش کی زینت ہیں علیؑ شیرِ خدا
 نُورِ احمد ، تیرے دامانِ ابو طالب ہے
 احترامِ ان کا فرشتوں کی صفوں میں بھی ہوا
 جس کو دیکھو ، وہ ثنا خوانِ ابو طالب ہے
 مرتضیٰ ہوں کہ ہوں سبطین ، سبھی پیارے ہیں
 ہر کرن ، شمعِ شبستانِ ابو طالب ہے

اُلفتِ پنج تینِ پاک نے بخشا یہ شرف
 آج کل دل مرا سہمانِ ابو طالب ہے
 چشمِ بیدار مٹی ، معرفت آگاہ نظر
 درسِ حق ، خطبہٴ عرفانِ ابو طالب ہے
 میں دل و جاں سے ہوں مداح، ابو طالب کا
 جو نفس ہے ، وہی قربانِ ابو طالب ہے
 ہر گلِ تر پہ نچھاور ہیں فلک کے تارے
 پُر بہار ایسا ، گلستانِ ابو طالب ہے
 قابلِ رشک ہیں اندازِ ابو طالب کے
 حق کا عرفان ہی وجدانِ ابو طالب ہے
 میں کہوں گا کہ ہے محروم بڑی نعمت سے
 جو کوئی دستِ کشِ خوانِ ابو طالب ہے
 بعدِ تحقیقِ احادیث و روایات ، نصیر !
 میرا دل قابلِ ایمانِ ابو طالب ہے

سیدہ حلیمہ سعدیہ نور اللہ مرقدہا

تجھے مل گئی اک خدائی حلیمہ
 یہ کیا کم ہے تیری بڑائی حلیمہ
 بہت لوریاں دیں میرِ آمنہ کو
 جو ہے آخری ایک شہکارِ قدرت
 لیا گود میں جب شفیعِ الوری کو
 رسولِ خدا اور آغوشِ اُس کی
 د و عالم کی دولت مجھے مل گئی ہے
 وہ نعمت جو تجھ کو عطا کی خدا نے
 اُسے اپنی آغوش میں تُو لیے ہے
 وہ عظمت مٹی ہے کہ اللہ اکبر
 اسی کی ضیاؤں سے جگمگ ہے عالم
 کہ ہے گود میں مُصطفائی حلیمہ
 زمانے کے لب پر ہے ”مائی حلیمہ“
 کہاں تک ہے تیری رسائی حلیمہ
 وہ صورت ترے گھر میں آئی حلیمہ
 بڑے فخر سے مُسکرائی حلیمہ
 وہ خدمت کے لمحے، وہ دائی حلیمہ
 اُنہیں لے کے یہ گنگنائی حلیمہ
 کسی اور نے کب وہ پائی حلیمہ
 کہ شاہی ہے، جس کی گدائی حلیمہ!
 مقدر کی تیرے دہائی حلیمہ
 مبارک میرِ مُصطفائی حلیمہ !

نصیر اپنی قسمت پہ نازاں ہو، جس دم

مٹے تیرے در کی گدائی حلیمہ

مَحْضُورِ
اُمَمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَاتِ اَزْوَاجِ مُطَهَّرَاتِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ

کیوں نہ لب پر ہو مرے، مدحتِ ازواجِ رسول
مرے دل میں ہے کلیں، عظمتِ ازواجِ رسول
کیا سمجھ سکتے ہیں وہ حشمتِ ازواجِ رسول
جن کو معلوم نہیں حرمتِ ازواجِ رسول
جُزْوَ اِیْمَاں ہے بہر نوع، مُسَلِّمَاتِ کے لیے
عزّتِ آلِ نَبِیِّ، عَفَّتِ اَزْوَاجِ رَسُوْلٍ
بالیقین آئیہِ تطہیر کی ہیں وہ مصداق
صاف شفاف رہی فطرتِ ازواجِ رسول
وہ خدیجہؓ ہوں کہ سوڈہ ہوں کہ وہ عائشہؓ ہوں
بخدا اوج پہ ہے قسمتِ ازواجِ رسول
حَفْصَہ و زینب و میمونہ و اُمّ سلمہ
سطوتِ دینِ متین سیرتِ ازواجِ رسول

مَحْضُورِ
اہلِ بیتِ سرورِ موجودات
حَضْرَاتِ اَزْوَاجِ مُطَهَّرَاتِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ

مقصود ہے اصل میں تو ازواج کی ذات
شامل اسی محکم میں ہیں ابناء و بنات
ہے آئیہِ تطہیر کی تفسیر یہی
ازواجِ مُطَهَّرَاتِ ہیں، محفوظات



جو مُنْکِرِ قُرْآنِ ہے، مُسَلِّمَاتِ نہیں
مومن تو وہ کیا ہو سکے، انسان نہیں
ازواجِ نبیؐ کو ماں نہ جس نے مانا
اُس شخص کا کوئی دینِ ایمان نہیں

جس کی دُخترِ پاکیزہ جنابِ زینب
 زیبِ ایوانِ نبیؐ ، زینتِ ازواجِ رسول
 ہیں جوڑیہ ، صفیہؓ بھی انہیں میں شامل
 کیا بیاں کوئی کرے عظمتِ ازواجِ رسول
 مرجبا، صلِّ علیؑ ، اُمِّ حبیبہ کا مقام
 قابلِ رشک ہوئی رفعتِ ازواجِ رسول
 با ادب باش! کہ اُمت کی یہ مائیں ہیں نصیر!
 ہے سعادت کا نشان ، نسبتِ ازواجِ رسول

مختصر

شہ زادگانِ جنابِ رسالتِ مآبِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

قابلِ دید ہیں سب ، ماہِ لقا لڑکے ہیں
 نُور ہیں آپِ نبیؐ ، نُورِ نما لڑکے ہیں
 مہ و خورشید کی تابندہ فضا لڑکے ہیں
 اپنے محبوب کو خالق کی عطا، لڑکے ہیں
 طیبؓ اچھے ہیں ، براہیمؓ نہایت اچھے
 واقعی سارے زمانے سے جدا لڑکے ہیں
 رحمتیں خاص ہوئیں قاسمؓ و عبد اللہ پر
 نُور ہی نُور سراپا بخدا لڑکے ہیں
 صورتِ اچھی ہے تو فطرت میں پدر کا انداز
 حاصلِ سلسلہٴ صدق و صفا لڑکے ہیں

ان کی بے مثل روایات ہیں شاہد اس پر
 محرم شیوہ تسلیم و رضا لڑکے ہیں
 ان کی توصیف حقیقت میں سعادت ہے نصیر
 نورِ چشمانِ نبی، شانِ خدا لڑکے ہیں

سلام
 بر دخترانِ حضرت خیر الانام علیہ السلام

نازِ صدق و صفا تم پر سلام
 جانِ محبوبِ خدا تم پر سلام
 آیہٴ تطہیر میں شامل ہو تم
 زینبِ عالیہ نسب، بنتِ رسول
 اُمّ کلثوم و رقیہ نیک دل
 فاطمہ زہرا تمہیں کہتے ہیں سب
 مادرِ شبیر و شہرہ ہو شہی
 تم سخی، بنتِ سخی، زوجِ سخی
 دخترانِ مصطفیٰ، تم پر سلام
 ہر نفس، ہر دم سدا تم پر سلام
 صدقِ دل سے بر ملا تم پر سلام
 پیکرِ صبر و رضا تم پر سلام
 جسم و جانِ مصطفیٰ تم پر سلام
 بنتِ شاہِ انبیا تم پر سلام
 بانوئے شیرِ خدا تم پر سلام
 صاحبِ جود و عطا تم پر سلام

کیوں نہ ہو مداح تم سب کا نصیر

تم پہ ہے فضلِ خدا، تم پر سلام

در مدح
 نایبِ مصطفیٰ، اَصْدَقُ الْأَصْدِقَاءِ، خَلِيفَةُ أَوْلَىٰ وَأَوْلَىٰ
 مخدومِ اصحابِ رسول، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا أَبُو بَكْرٍ صَدِّيقٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ
 خلافتِ شہِ بطحا کی ابتدا ، صدیق
 وفا و عشقِ پیہر کی انتہا صدیق
 رسولِ پاک پہ دل سے نثار تھا صدیق
 خلوص جس کا مُسلم ، وہ رہنما صدیق
 وہ مُقتدر ، وہ مکرّم ، وہ فقر کا پیکر
 وہ پاک باز ، وہ عابد ، وہ باخدا ، صدیق
 وہ سرورِ دوسرا کا مُصدّقِ اوّل
 وہ یارِ غار ، وہ دونوں میں ، دوسرا صدیق
 فروغِ صدق سے معمور جس کا اک اک لفظ
 وہ حق پرست و حق آگاہ وہ حق نوا صدیق
 محافظِ سُنن و مصدرِ حمیتِ دین
 نبی کی دین ہے ، اللہ کی عطا ، صدیق

إِمَامٌ أُمَّةٍ حَيَّرَ الْأَنَامَ بِالْأَجْمَاعِ
 سِتَامُ بِسَلْسَلَةِ الرُّشْدِ فِي الْوَرَىٰ، صَدِّيقٌ
 حَفِيفُ دِينِ الْإِنْسَانِ بِالْأَخْلَاصِ
 جَمَالُ سَيْرَةٍ مَحْبُوبِ رَبِّنَا ، صَدِّيقٌ
 وَجِيدٌ كُلِّ زَمَانٍ وَ قِدْوَةٌ الْعَصْرِ
 سَبَقَ زَجْلَهُ بِبُرْدَةٍ اسْتَدْرَقَ وَفَا صَدِّيقٌ
 أَيْمِينُ سِرِّ حَبِيبِ الْإِلَهِ فِي الدُّنْيَا
 مَكِينٌ قُرْبِ شَهْنَشَاهِ أَنْبِيَا ، صَدِّيقٌ
 أُنْسِ سَيِّدِ أَمْرٍ إِذْ هُمَا فِي الْعَارِ
 رَسِيمِ عَسْكَرِ أَحْرَارِ فِي الْوَعْيِ صَدِّيقٌ
 وَهَاقُ مَأْبِ ، وَهَ سِرْخِيلِ زُمْرَةِ أَصْحَابِ
 وَهَ دَيْسِ بِنَاهِ ، وَهَ أُمَّتِ كَامُتَقَدِّمِ صَدِّيقٌ
 بَشَرٌ كُوْجَاهِيَّةِ جَسْمِ كَيْ لِي حَيَاتِ خَضْرَىٰ
 قَلِيلِ وَقْتِ مِيْنِ وَهَ كَامُ كَرِجِيَا ، صَدِّيقٌ
 رَوَانِ بَجِيْشِ أُسَامَةَ كِيَا بَلَا تَاخِيْرِ
 كِهَ جَانَتَا تَهَا پِيهْرِ كَامُتَقَضِّي صَدِّيقٌ

عُدوئے ختمِ رسل تھا مُسلمہ کذاب
 سر اُس لعین کا بس لے کے ہی رہا، صدیق
 اسی کے لہجے میں حق نے نبی سے باتیں کیں
 فرازِ عرش پہ جیسے ہو لب کُشا صدیق
 شرف ہزار تھا حاصل اُسے رفاقت کا
 غلام بن کے رہا پھر بھی آپ کا، صدیق
 نہ حُبِ جاہ، نہ منصب کی چاہ تھی اُس کو
 حُطامِ دہر سے تھا عمر بھر جدا صدیق
 سفرِ حُضُر میں رہا ساتھ اپنے آقا کے
 یہ شانِ مہر و وفا، واہ، مرجا، صدیق
 نبیِ علیل تھے، پوچھا بلال نے آکر
 نماز کون پڑھائے ہمیں؟ کہا، صدیق
 چناں نواخت پیمبر ز لطفِ خویش آلِ را
 کہ کس بہ سعی نخواہد رسید تا صدیق
 مُقَوَّضِ ز نبی بود منصبِ ارشاد
 ازاں نشست نہ در کُنجِ انزوا صدیق

ز بعدِ مرگ بہ آغوشِ رحمتش پیوست
 بہ قُربِ سیدِ کونین یافت جا صدیق
 چو بر ضریحِ نبی بعدِ مرگ بُردندش
 ندا رسید کجائی؟ بیا! بیا! صدیق
 ز جورِ تشنگی و دردِ فقر بر سرِ خود
 کشید بہرِ پیمبر چما چما صدیق
 وہ ایک اپنی مثال آپ تھا زمانے میں
 جنے گی مادرِ گیتی، نہ دوسرا صدیق
 جو پست ذہن ہو یہ اُس کے بس کی بات نہیں
 علیؑ سے پوچھ! کہ کتنا عظیم تھا صدیق
 اُسے نیاز تھا زہراً و آلِ زہراً سے
 صمیمِ دل سے تھا سبطین پر ندا صدیق
 مقامِ آلِ محمد اُسی کو تھا معلوم
 تھا اُن کی شان سے آگاہ بر ملا صدیق
 مُحِب کو ہوتی ہے محبوب، عترتِ محبوب
 کرو یہ غور! مُحِب کون پھر ہوا؟ صدیق

علیؑ کی شان سے انکار کا سوال نہ تھا
 علیؑ کو مانتے تھے أَحْسَنُ الْقَضَا، صَدِيقٌ
 ہے ٹکڑے ٹکڑے عقائد کی رُو سے پھر اُمت
 مدد کا وقت ہے آج، النِّغَاثُ يَا صَدِيقُ
 ہماری کون سُنے گا سُنی نہ تُو نے اگر
 تری ہی ذات ہے ہم سب کا آسرا صَدِيقُ
 خدا کا شکر کہ ہے تیری ذات سے نسبت
 ترا وجود ہے تَنْوِیرِ مِصْطَفٰی، صَدِيقُ
 میں چومتا ہوں تصوّر میں تیرا نقشِ قدم
 ہے تیرا نقشِ قدم منزلِ بقا، صَدِيقُ
 حَسْبِنِي وَحَسْبِي هُوں اگرچہ میں نَسْبًا
 ہے ثَبَاتِ قَلْبِ مِیْلِ لَیْکِن تَرِي وَلَا صَدِيقُ

یہ آرزو ہے کہ محشر میں میرے ساتھ نصیر
 عُمر ہوں، حضرت عُثْمَانُ ہوں، مُرْتَضٰی، صَدِيقُ

مُحْضُوْر
 مُصَدِّقِ اَوَّلِ، خَلِيفَةُ اَوَّلِيْ وَاَوَّلِيْ، صَاحِبِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا حَضْرَتِ صَدِيقِ اَكْبَرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، وَارْحَمَهُ

مُسْتَلَم ہے محمدؐ سے وفا، صَدِيقِ اَكْبَرٌ كِي
 نہیں بھولی ہے دُنیا کو ادا، صَدِيقِ اَكْبَرٌ كِي
 ہم اُن كِي مدح گوئی داخلِ سنت نہ کیوں سمجھیں
 نبیؐ تعریف کرتے تھے سَدَا، صَدِيقِ اَكْبَرٌ كِي
 رسولُ اللہ كے لُطْف و كَرَم سے یہ بلا رُتْبہ
 مدد کرتا رہا ہر دَمِ خِدا، صَدِيقِ اَكْبَرٌ كِي
 كَلَامُ اللہ مِیْلِ ہے تَذَكْرہ اُن كے مَحَاد كَا
 زَمَانِے سے بیاں ہو شان كِیَا صَدِيقِ اَكْبَرٌ كِي
 نَجَابَتِ مِیْلِ، شَرِافَتِ مِیْلِ، رِفَاقَتِ مِیْلِ، سَخَاوَتِ مِیْلِ
 ہُوئی شہرت یہ كس كِي جَابِجَا؟ صَدِيقِ اَكْبَرٌ كِي

وہ خود اک صدق تھے کوئی اگر اس راز کو جانے
 صداقت ہی صداقت تھی صدا صدیق اکبرؓ کی
 زمیں پر دھوم ہے اُن کی، فلک پر اُن کے چرچے ہیں
 زمین و آسمان پر ہے ثناء صدیق اکبرؓ کی
 مؤرخ دم بخود ہے، سر بسجود ہے قلم اُس کا
 تعالیٰ اللہ! یہ شانِ علیؓ، صدیق اکبرؓ کی
 جو اُن کا ہے، رسول اللہ اُس کے ہیں، خدا اُس کا
 ولایت کا وسیلہ ہے، ولا صدیق اکبرؓ کی
 کمی کیسی نصیر اُن کے مدارج میں، مراتب میں
 بڑی توقیر ہے نامِ خدا، صدیق اکبرؓ کی

بجسور

خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام کی شوکت، صدفِ دیں کا گمہر ہے
 شہکارِ رسالت، جسے کہیے، وہ عمرؓ ہے
 جس نام کے صدقے سے دُعاؤں میں اثر ہے
 وہ نامِ عمرؓ، نامِ عمرؓ، نامِ عمرؓ ہے
 مہتاب کے حلقے میں ستارے ہیں صفِ آرا
 یوں حُسنِ شبِ ماہ کا، ہمرنگِ سحر ہے
 وہ صحنِ حرم اور وہ اک اینٹ کا تکیہ
 کیا تربیتِ سرورِ عالم کا اثر ہے
 فقر ایسا کہ دیں قیصر و کسری بھی سلامی
 حکم ایسا کہ دریا بھی جھکائے ہوئے سر ہے

عدل ایسا ، پکڑ سکتے ہیں کمزور بھی دامن
 رعب ایسا کہ خود ظلم کا دل زیر و زبر ہے
 کترا کے گزر جاتا ہے اُس دن سے ہر اک غم
 جس دن سے مرے وردِ زباں ، نامِ عمرؓ ہے
 کعبے میں نماز آج ادا ہو کے رہے گی
 خطاب کے بیٹے کی یہ آمد کا اثر ہے
 دل سے جو پکارو گے عمرؓ کو ، تو دمِ رزم
 یہ نام ہی شمشیر ، یہی نام سپر ہے
 ”ہوتا جو نبی کوئی مرے بعد ، تو فاروقؓ“
 اُس کا ہے یہ فرمان کہ جو خیرِ بشر ہے
 قرآن کی آیات یہ دیتی ہیں گواہی
 تقویٰ جسے کہتے ہیں ، وہ کردارِ عمرؓ ہے
 جو صاف دماغوں ہی کو رکھتا ہے معطر
 اسلام کے گلشن کا عمرؓ ، وہ گل تر ہے

ہے جن کی غلامی بھی اک اعزاز ، وہ لاریب
 بُوکبرؓ ہے ، عثمانؓ ہے ، حیدرؓ ہے ، عمرؓ ہے
 وارد ہے تری شان میں لوکانِ نخی
 بن مانے ترے کوئی مفرؓ ہے ، مفرؓ ہے
 ہر سلسلہٴ فیض میں چمکے ترے موتی
 کوئی ہے مُجَدِّدؓ ، تو کوئی گنجِ شکرؓ ہے
 پھر آج ضرورت ہے تری ، نوعِ بشر کو
 اس عہد کا مظلوم ، ترا راہِ نگر ہے
 وجِ دور نہ پا کر بھی یہ نسبت ، کہ نصیرِ آج
 بیعت ترے افکار کی ، بر دستِ عمرؓ کی

وہ جس کی بات تعمیری، وہ جس کی ذات تسخیری
حقیقت بن کے اُبھری خواجگی فاروقِ اعظمؓ کی
نصیر! اعزازِ شاہی کو یکیں خاطر میں نہیں لاتا
زہے قسمت ملی ہے چاکری فاروقِ اعظمؓ کی

مَحْضُورِ
زینتِ منبر و محرابِ خلیفہِ ثانی
حضرت سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مثالی ہے جہاں میں زندگی فاروقِ اعظمؓ کی
وہ عظمت اور پھر وہ سادگی فاروقِ اعظمؓ کی
دُعائے مُستجابِ حضرت ختمِ الرُّسلؐ وہ ہیں
نہیں ممکن کسی سے ہمسری، فاروقِ اعظمؓ کی
وہ جن کا نام لینے سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں
پیامِ مرگِ ظلمت، روشنی فاروقِ اعظمؓ کی
جو عرفانِ محمدؐ کی تمنا ہے ترے دل میں
توسیرت سامنے رکھ ہر گھڑی فاروقِ اعظمؓ کی
وہ دانائے مقام و احترامِ آلِ پیغمبرؐ
اُنہیں کے واسطے تھی ہر خوشی فاروقِ اعظمؓ کی

آپ نے جامع قرآن کا لقب پایا ہے
 دین و دُنیا میں بڑھی عظمتِ عثمانِ غنی
 عشقِ اللہ و رسولِ آپ کو مل جائے گا
 دل میں پیدا تو کریں اُلفتِ عثمانِ غنی
 سطوت و عظمتِ اسلام تھی اُن کے دم سے
 شانِ اسلام کی تھی ، شوکتِ عثمانِ غنی
 وہ صحابی تھے ، مجاہد تھے ، خلیفہ تھے نصیر
 نازِ اسلام بنے ، حضرتِ عثمانِ غنی

بمختصر
 خلیفہ ثالث ، ذوالنورین سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ اللہ ! یہ تھی سیرتِ عثمانِ غنی
 دین پر صرف ہوئی دولتِ عثمانِ غنی
 رفتہ رفتہ وہ بڑھی عظمتِ عثمانِ غنی
 دونوں عالم میں ہوئی شہرتِ عثمانِ غنی
 اک ذرا بیعت رضواں کی بھی تفسیر پڑھو
 بیعت ، اللہ کی ہے ، بیعتِ عثمانِ غنی
 کرم خالقِ کونین رہا شاملِ حال
 قابلِ رشک بنی ، قسمتِ عثمانِ غنی
 ہر نفسِ شانِ حیا ، مصدر و میزانِ حیا
 زندگی بھر یہ رہی فطرتِ عثمانِ غنی

درمدیح

اسد اللہ الغالب، علی ابن ابی طالب

السلام اے نوعِ انساں را نویدِ فتحِ باب
 السلام اے قبلہ گاہِ عاشقان! اے بوتراب!
 السلام اے وارثِ علیمِ رسولِ ہاشمی
 السلام اے نقطہ آغاز، در اُمّ الکتاب
 السلام اے خسروِ اقلیمِ قرطاس و قلم
 السلام اے تاجِ دارِ منبر و حُسنِ خطاب
 السلام اے فخرِ ناداری و نازِ مفلسی
 السلام اے فقر را سرمایہٴ کاملِ نصاب
 زبدهٴ اخیارِ عالم، سرورِ اقطابِ جود
 کارواںِ سالارِ ملت، خسروِ گردوں جناب

شرحِ کُن، ناموسِ دیں، جبلِ متیں، فتحِ مُبین
 صدرِ ایوانِ امامت، بندہٴ حقِ انتساب
 کج کلاہانِ جہاں پیششِ نگوں سار آمدہ
 نامِ او ذوقِ حیاتِ آرد بہ جانِ شیخ و شاب
 آل بہ نرمی بہرِ اربابِ وفا، موجِ نسیم
 آل بہ مُندی در نبردِ کُفر، برقِ التہاب
 تیغِ او مرحبِ شکار و ضربِ او خیرِ شکن
 در دل و جاں چشمکِ پنهانش آرد انقلاب
 ماہِ تاب از پرتوِ خلقتش بہ گردوں جلوہ ریز
 اکتسابِ نُور از عکسِ رُخش کرد آفتاب
 ہم جمالِ اوست در نظارہٴ فردوسِ نگاہ
 ہم خیالِ اوست اوہامِ غلط را سدِ باب
 باطنِ او حکمتِ آبادِ علومِ من لَدُن
 جانِ او خلوتِ سرائے نکتہ ہائے مُستطاب

ہر کہ سازد نام اُو وِردِ زبان و حرزِ جاں
 تا قیامت رُوحِ اُو گردد طمانینت مآب
 حُبِّ اُو در سینہٴ اربابِ ایمان و یقین
 بغضِ اُو اندر نہادِ بے ضمیرانِ خراب
 ہر کہ دارد ربطِ قلب و ذہن با آں خیرِ محض
 راست گویم کونہی گردد معاصی ارتکاب
 چہرہٴ نَجْمِ البلاغت از فروغش مُستتیر
 آں کلیمِ طُورِ تِبیان، آں خطیبِ لا جواب
 مرجبا، آں مصدرِ علم و معانی دستگاہ
 حَذا آں رمزِ آگاہِ زبانِ وحیِ ناب
 آں ادا فہمِ مزاجِ حضرتِ خیرِ الوری
 آں بہ خلوتِ رازدارِ صاحبِ اُمِّ الکتاب
 ضَوْفَلَن در بیکرش اطوار و اخلاقِ نبی
 ز آنکہ باشد ماہِ تاباں، جانشینِ آفتاب

بے عطائے اُو، عبارت ہائے ما، نامعتبر
 بے ولائے اُو عبادت ہائے ما، نامستجاب
 آبرو خواہی، جہیں برعتبہٴ پاکش بہ
 تَرَبِّ حقِ جُوئی، رُخ از درگاہِ والائش، متاب
 از رہِ طاعتِ رضائے حیدرِ کَرارِ جُو
 تا نصیرتِ بادِ محبوبِ خدا، روزِ حساب

مختصراً
القرن غامم السائب، اسد اللہ الغالب
سدنا حضرت علیؑ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

کیوں عقیدت سے نہ میرا دل پکارے یا علیؑ
جس کے ہیں مولا محمدؐ، اُس کے ہیں مولا، علیؑ
جس گھڑی اللہ کے گھر میں ہوئے پیدا علیؑ
ذرہ ذرہ با ادب ہو کر پکارا، یا علیؑ
بے نظیر اُن کی شجاعت، بے مثال اُن کی سخا
ہے زمانے کا یہ نعرہ لا فتنی اِلَّا علیؑ
جاں نثارانِ محمدؐ کے کئی القاب ہیں
علم کا دروازہ کھلائے مگر، تنہا علیؑ
مَرَحَب و عَنَتْرُغْرے جس کے خدائی زور سے
مرد حق، شیرِ خدا، خیبر کُشا، مولا علیؑ

شاہِ مرداں، قوتِ بازو رسول اللہ کے
کیوں بھلا ہوتے کسی میدان میں پسا، علیؑ
جان و دل سے تھے عزیز، اللہ کے محبوب کو
ثبیر و شبیر و حضرت فاطمہ زہرا، علیؑ
آگئیں نقش و نگارِ زندگی میں رونقیں
صدقِ نیت سے جو لوحِ دل پہ لکھایا علیؑ
خیبر و خندق میں دشمن کا صفایا کر دیا
جوہرِ مردانگی دکھلا گئے کیا کیا علیؑ
ت و ہمت میں تم ہو آپ ہی اپنا جواب
مادرِ گیتی نہ پیدا کر سکی تم سا علیؑ
دل گرفتہ ہوں غم و آلام کی یلغار سے
اس طرف بھی اک نظر ہو اے مرے آقا، علیؑ!
جن کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے نصیر!
وہ حدیثِ مصطفیٰ کی رُو سے ہیں، مولا علیؑ

مسدس در ولادت
الْقِرْنَامِ التَّالِبِ، أَسَدُ اللَّهِ الْغَالِبِ
امیر المؤمنین، علیؑ ابن ابی طالب

آسماں نکھرا ، اُبھرتا آ رہا ہے آفتاب
اُٹھ رہا ہے رُوئے اَسرار و حقائق سے نقاب
کُھل رہی ہے ذہن پر ادراک و عرفاں کی کتاب
کہہ رہی ہے زندگی ، یا لَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابًا

عارفوں کو مُژدہ ، شاہِ عارفاں آنے کو ہے
اے زمیں سجدے میں گر جا! آسماں آنے کو ہے

اُس کے آتے ہی نُبوت کا نشان کُھل جائے گا
عُقَدَةُ دیرینہ رُوحِ جہاں کُھل جائے گا
قُفْلِ ایوانِ اُمورِ این و آن کُھل جائے گا
گنجِ فکر و بابِ اَسرارِ نہاں کُھل جائے گا

فاش کر دے گا رُموزِ اندک و بیار کو
کھول دے گا عُرفہ ہائے ثابت و ستار کو

گنبدِ آفاق میں روشن ہوئی شمعِ نجات
لہلہائی ہے زلفِ لیلائے رُموزِ شش جہات
کُھل رہا ہے آسماں پر عُرفہ ذات و صفات
اُٹھ رہا ہے بُرقعِ سلمائے رُوحِ کائنات

زندگی، علم و فراست کا مزا چکھنے کو ہے
فرشِ پر افلاک کی عظمت ، قدم رکھنے کو ہے

۱۔ یہاں آیہ کریمہ یا لَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابًا کے حوالے حدیث شریف کے الفاظ قُم یا ابا تُرَاب کے مضموم کو
سائے رکھتے ہوئے مصرع پڑھا جائے۔ تفسیر

لو وہ دمکا مطلعِ صدق و صفا پر آفتاب
 آسمانِ عقل و دانائی پہ وہ جھومے سحاب
 لو وہ آیا صاحبِ سیف و قلم گردوں جناب
 مرجبا وہ آئے بزمِ آب و گل میں بوٹراب

لو، وہ لوحِ ذہر پر نقشِ جلی پیدا ہوا
 نوعِ انساں کو مبارک ہو! علیٰ پیدا ہوا

آپ کے آتے ہی بدلا، زندگی کا ہر نظام
 ہو گیا دُنیا میں لُطفِ خاص سے، فیضانِ عام
 پیشوائی کا کیا کعبہ نے از خود اہتمام
 بادۂ صدق و صفا کے آگے گردش میں جام

عقل کے کانٹے پہ اسرارِ نہاں مٹلنے لگے
 لیلیٰ افکار کے بندِ قبا کھلنے لگے

تھیکروں میں تابشِ تاجِ کیانی آگئی
 پھر زمیں میں آب و تابِ آسمانی آگئی
 از سرِ نو خونِ ہستی میں روانی آگئی
 مصر پھر جھوما، زلیخا پر جوانی آگئی

لیلیٰ آفاق پر برنائیاں چھانے لگیں
 شاہدِ اطلاق کو انگڑائیاں آنے لگیں

فکر کی کلیوں کو ذہنوں میں چٹکنا آگیا
 عندلیبِ مُر بر لبِ کو، چمکنا آگیا
 بزمِ ہو میں جامِ وحدت کو کھنکنا آگیا
 شاخ کو ہلنا، صنوبر کو چمکنا آگیا

لیلیٰ حُسنِ تکلم کو عماری مل گئی
 خسروِ معنی کو لفظوں کی سواری مل گئی

خیمہ دانشوری میں عود ملگایا گیا
 زمزموں کا ، موتیوں کا ، ابر برسایا گیا
 شعر و نغمہ کو حسین آہنگ پر لایا گیا
 حورؔ کو وجد آئے جس پر راگ وہ گایا گیا

نو عروسِ ذہن کو رنگِ حنا بچنے لگا
 زندگی جھومی ، کڑے سے جب چھڑا بچنے لگا

جنتِ ادراکِ انسانی کے در کھولے گئے
 عقل کی میزاں پہ انوارِ حکم تولے گئے
 فرشِ دانائی پہ حکمت کے گُہر رولے گئے
 دیدہ فطرت میں رنگِ افکار کے گھولے گئے

ضربتِ حق سے ، ضلالت کا متارہ گر گیا
 شیطننت کی آگ پر دم بھر میں پانی پھر گیا

۱۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے 'حور' کی جمع ہے 'حور' اکثر اہل علم بھی اسے بطور واحد باندھتے اور حوریں اس کی جمع سمجھتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ کیوں لفظ حور خود جمع ہے اور اس کا واحد حوراء ہے لہذا اسے حوریاں حوریں یا حوراں باندھنا بالکل ہی غلط ہے۔ پنجابی والے باندھتے تو باندھتے رہیں کم از کم اردو والوں کو ایسی صریح غلطی زیب نہیں دیتی۔

کاگلِ لیلائے فطرت کو سنورنا آ گیا
 شانہٴ خوباں پہ زلفوں کو بکھرنا آ گیا
 علم کے لہجے کو رُوحوں میں اُترنا آ گیا
 نطق کو الفاظ کی صورت اُبھرنا آ گیا

چومنے ہفت آسماں پائے زمیں آنے لگے
 تحفہٴ بیزداں لیے روحِ الایمیں آنے لگے

بنتِ جودت کو قبا کے بند کسنا آ گیا
 ابر نیساں کو گلستاں پر برسا آ گیا
 دشتِ گلشن بن گئے ، شہروں کو بسنا آ گیا
 پا بہ گلِ نخلِ تمنا کو اُسنا آ گیا

عرش کی تنویر سے معمور فرشِ خاک ہے
 آشنا حُسنِ تمدن سے ، خس و خاشاک ہے

آگہی کے بام پر اودی گھٹا چھانے لگی
 زلف ، علم و فکر کے شانے پہ لہرانے لگی
 شہپر جبریل کی مہکی ہوا آنے لگی
 لو ، کمر زہرہ کی پچکی ، مشتری گانے لگی

زمزے صحن ہنر مندی پہ برسائے گئے
 مریکوں کو موتیوں کے ہار پہنائے گئے

کشتی دریائے دانائی کو لنگر مل گیا
 علم کی دیوی کو آشاؤں کا زیور مل گیا
 ہاتھ کو کنگن یرا ، ماتھے کو جھومر مل گیا
 موجہ گفتار کو انداز کوثر مل گیا

تیرگی میں دولت بیدار پیدا ہو گئی
 علم کی پازیب میں جھنکار پیدا ہو گئی

نوعِ انسانی کو اندازِ تکلم آ گیا
 وہ تکلم ، جس کے باتوں میں تحکم آ گیا
 وہ تحکم ، جس سے لہجوں میں ترئم آ گیا
 وہ ترئم ، جس سے موجوں میں تلاطم آ گیا

وہ تلاطم ، جس سے پیغام صبا آنے لگا
 وہ صبا ، جس میں پر جبریل لہرانے لگا

فطرت ہر شے میں مولائی مک پیدا ہوئی
 پھول کے لہجے میں بھنورے کی بھٹک پیدا ہوئی
 کوپلوں میں بو ، ہواؤں میں سنک پیدا ہوئی
 بادلوں میں گونج ، گردوں پر دھنک پیدا ہوئی

زلفِ ایماں ، شانہ ہستی پہ لہرانے لگی
 زندگی ایقان و آگاہی پہ اٹھلانے لگی

ناخدائے کشتیِ جُود و کرم پیدا ہوا
 نازشِ توقیرِ اربابِ ہم پیدا ہوا
 خسروِ اقلیمِ قرطاس و قلم پیدا ہوا
 پاسبانِ عزت و ناموسِ حرم پیدا ہوا

گلشنِ اطلاق سے بادِ بہاری آگئی
 جُزو کے میدان میں، گل کی سواری آگئی

اشجعِ عالم ، خطیبِ نکتہ ور پیدا ہوا
 شارحِ علمِ نبی ، صاحبِ نظر پیدا ہوا
 بحرِ عرفانِ الہی کا گہر پیدا ہوا
 مفتیِ دانا ، فقیرِ معتبر پیدا ہوا

بربطِ صوت و صدا میں زیرِ دہم پیدا ہوئے
 پھر نگارِ علم کی زلفوں میں خم پیدا ہوئے

آسمانِ حق پہ بجلی کی چمک پیدا ہوئی
 دل میں انساں کے، صداقت کی دھمک پیدا ہوئی
 جانبِ خورشیدِ ذروں میں ہمک پیدا ہوئی
 چہرہٴ نوحِ البلاغت پر دمک پیدا ہوئی

زندگی پیمانہٴ آسراں کو بھرتی ہوئی
 خیمہٴ حکمت میں در آئی، نرت کرتی ہوئی

خاتمِ ناموسِ حکمت کا نگین پیدا ہوا
 جانشینِ انبیاء و مُرسلیں پیدا ہوا
 قاسمِ عرفان و ایمان و یقین پیدا ہوا
 انفخارِ اولین و آخرین پیدا ہوا

اپنی رو میں سینکڑوں دُربائے جاں رو لے ہوئے
 صبحِ حاضر ہو گئی گھونگٹ کے پٹ کھولے ہوئے

ابرِ حکمت بن کے کشتِ جہل پر چھاتا ہوا
 ہر طرف بڑھتا ، مہکتا اور لہراتا ہوا
 پھولتا ، پھلتا ، مہکتا ، پھول برساتا ہوا
 گونجتا ، گھرتا ، گرجتا ، جھومتا ، گاتا ہوا

آگیا رُوحِ الایمنِ علم ، پر تولے ہوئے
 بُتِ کدوں کو توڑتا ، کعبے کا ڈر کھولے ہوئے

رُوحِ پیغمبر کی تھی ذاتِ علیٰ آئینہ دار
 وہ علیؑ ، جس سے ہے گلزارِ نبوت پر بہار
 علم کا در ، ملکِ قرطاس و قلم کا شہریار
 عسکریت کا پیمبر ، علم کا پروردگار

جس کے ذوقِ جُود پر ، فضل و عطا کو ناز ہے
 جس کے اندازِ شجاعت پر ، خدا کو ناز ہے

رن میں یہ صورت کہ جیسے غیظ میں شیرِ ڈیاں
 تیغِ دردست و رجزِ خواں ، ضربِ اُسکی بے اماں
 آسماں گیر و زمیں کوب و عُدو سوز و دواں
 شعلہ ریز و برق بار و شب سوار و صبح راں

تو سن چالاک سے فرشِ زمیں کو روندتا
 برق کے مانند لہراتا ، لپکتا ، کوندتا

وہ علیؑ ، مشہور ہے جس کا یہ قولِ مستطاب
 ”يَا قَتْلَى لَا تُبْطِلِ الْأَوْقَاتِ فِي عَهْدِ النَّبَابِ“
 گوہرِ خود آگئی از بحرِ عرفانِ بیاب
 اجْتَنِبْ مَا يُوقِعُ الشَّكِيكَ فِي أَمْرِ الصَّوَابِ

آدمیت کا جہاں میں بول بالا کر دیا
 بندہ ناچیز کو ادنیٰ سے اعلیٰ کر دیا

مسند آرائے سریر معرفت ، صبرِ رسول
والدِ سبطین و جانِ اولیاء ، زوجِ بتول
جعفرِ طیار کا بازو ، ابوطالب کا پھول
سب سے پہلے جس نے بچپن میں کیا ایماں قبول

ڈھونڈ لی جس نے حقیقت اُس کے قیل و قال کی
دھو گیا ہے وہ ، سیاہی نامہ اعمال کی

اے شکوہ نہ سپہر ! اے عظمتِ لوح و قلم
دشمنِ بے کساں ، دارائے گیہانِ کرم
مقتدای ، نجمِ الہدی ، شیرِ خدا ، شمسِ الظلم
نیجِ بدل و سخا ، تنویرِ عرفان و حکم

سنگِ پر ڈالی نظر ، لعلِ بدخشاں کر دیا
تُو نے ظلمت میں قدم رکھا ، چراغاں کر دیا

آشکارا تجھ پہ کی ، اللہ نے ہر ایک شے
نام سے تیرے دہلتا ہے دلِ دارا و گے
حوضِ کوثر کی چھلکتی ہے ترے ساغر سے مے
فاتحِ روم و سمرقند و تار و شام و رے

کون ٹھہرے گا ، امامِ الاولیاء کے سامنے
با ادب اہلِ صفا ہیں ، مُرتضیٰ کے سامنے

مَدّتوں روتی ہے چشمِ حسرتِ اہلِ چمن
سالما رہتے ہیں گریاں ، دیدہ چرخِ کفن
پھر نظر آتا ہے ایسا ایک نخلِ گلِ بدن
”بایزید اندر خراساں ، یا اولیٰ اندر قرن“

زندگی رہتی ہے برسوں ، غوطہ زن درخاک و نُحوں
”تا بزومِ عشق ، یک دانائے راز آید بُروں“

ہم ہیں اہل فن ، ہمیں کوئی مٹا سکتا نہیں
 کوئی ان اُونچے مناروں کو گرا سکتا نہیں
 کوئی ہم اہل خرد کے سر جھکا سکتا نہیں
 کوئی دانش کے چراغوں کو بجھا سکتا نہیں

سرنگوں ہے خسروی اہل حکم کے سامنے
 گردن شمشیر جھکتی ہے ، قلم کے سامنے

ہم ہیں زندانِ حق آگاہ و شرافت آشنا
 طبع عالی سے ہماری ، دُور ہے حرص و ہوا
 ہے صراطِ مُستقیم اپنے لیے راہِ خدا
 حشر برحق ، شافعِ محشر محمد مصطفےٰ

ہے تیرے دل سے نصیر آلِ محمد پر نثار
 لَا قَنَیْ إِلَّا عَلَیْ ، لَا سَیْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ

اے خداوندانِ دولت ! خسروانِ کج گاہ
 تابہ کے یہ آرزوئے طُمطراق و حُبِّ جاہ
 کر دیا ہے تم کو دُنیا کی محبت نے تباہ
 دُشمنِ دینِ مُبیں ہو ، کفر کے ہو خیر خواہ

کعبہ ہے ایوانِ حکمت ، قصرِ دولت دیر ہے
 دانش و دینار میں باہم ازل سے بیر ہے

جہل سے کب تک اُٹھائو گے طبیعت کا خمیر
 تابہ کے طینت کو رکھو گے منڈالت کا اسیر
 تابہ کے زندہ رہو گے تم جہاں میں بے ضمیر
 حشر تک رہنا ہے کیا دنیا کی نظروں میں حقیر؟

تابہ کے دستِ اپنوں کی اُچھالی جائے گی
 اپنی عزتِ غیر کی بھولی میں ڈالی جائے گی

بکھور خواجہ بزرگ

بکھور الضرعام السائب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب

منظر فضائے دہر میں سارا علیؑ کا ہے

جس سمت دیکھتا ہوں ، نظارا علیؑ کا ہے

دنیاۓ آشتی کی پھین ، مجتبیٰ حسنؑ

لختِ جگر نبیؐ کا تو پیارا علیؑ کا ہے

ہستی کی آب و تاب ، حسینؑ آسماں جناب

زہراً کا لال ، راجِ دلارا علیؑ کا ہے

مرحب دو نیم ہے سرِ مقتل پڑا ہوا

اُٹھنے کا اب نہیں کہ یہ مارا علیؑ کا ہے

گل کا جمالِ جُود کے چہرے سے ہے عیاں

گھوڑے پہ ہیں حسینؑ ، نظارا علیؑ کا ہے

اے ارضِ پاک! تجھ کو مبارک کہ تیرے پاس

پرچمِ نبیؐ کا ، چاند ستارا علیؑ کا ہے

اہلِ حوس کی لقمہٴ تر پر رہی نظر

نانِ جوئیں پہ صرف گزارا علیؑ کا ہے

تم دخل دے رہے ہو عقیدت کے باب میں!

دیکھو! معاملہ یہ ہمارا علیؑ کا ہے

ہم فقر مست ، چاہنے والے علیؑ کے ہیں

دل پر ہمارے صرف اجارا علیؑ کا ہے

آثار پڑھ کے مہدیٰ دوراں کے یوں لگا

جیسے ظہور وہ بھی دوبارا علیؑ کا ہے

دنیا میں اور کون ہے اپنا بجز علیؑ

ہم بے کسوں کو ہے تو سہارا علیؑ کا ہے

اصحابی کا لُجُوم کا ارشاد بھی بجا

سب سے مگر بلند ستارا علیؑ کا ہے

تُو کیا ہے اور کیا ہے ترے علم کی بساط

تجھ پر کرمِ نصیر یہ سارا علیؑ کا ہے

بجضورِ
سیدۃ نساء العالمین، خاتونِ جنت، بنتِ خیر الوری
حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

کیوں کر نہ ہوں معیارِ سخا فاطمہ زہرا
ہیں دخترِ محبوبِ خدا فاطمہ زہرا
ہیں نورِ محمدؐ بخدا، فاطمہ زہرا
مختر میں ہیں رحمت کی گھٹا فاطمہ زہرا
مادر ہیں وہ زینبؓ کی حسینؓ اور حسنؓ کی
ہیں آلِ محمدؐ کی ردا فاطمہ زہرا
پوچھا جو کسی نے کہ ہیں خاتونِ جنان کون؟
آہستہ سے رضواں نے کہا، فاطمہ زہرا
ایک ایک نظرِ حاملِ صد لطف و کرم ہے
ہیں وارثِ فیضان و عطا فاطمہ زہرا

نام اُن کا ہے اکبر چے ردِ بلیات
ہیں درد کی میرے بھی دوا فاطمہ زہرا
اوصافِ حمیدہ میں وہ ممتاز ہیں سب سے
ہیں جملہ خواتین سے جدا فاطمہ زہرا
دیتی ہے وفائے حنینؓ اس کی شہادت
ہر لمحہ تھیں راضی بہ رضا فاطمہ زہرا
اب تو ہے نصیران سے عقیدت کا یہ عالم
ہر حال میں ہے دردِ میرا ”فاطمہ زہرا“

ہو کیوں نہ منزل جذب و سلوک زیرِ قدم
 کہ غوثِ پاکؒ ہیں، اولادِ با صفائے حسنؒ
 نقیبِ امن و امان کا لقب ہوا، سید
 فساد و فتنہ مٹانا تھا تدعائے حسنؒ
 رہے خلیفہٴ پنجم وہ چھ مہینے تک
 علیؑ کے بعد حسنؒ کو ملی، یہ جائے ”حسن“
 بنو اُمیہ زر و جاہ کے حریص ادھر
 ادھر یہ حال، کہ دنیا تھی زیرِ پائے حسنؒ
 قبائے سبز، شہادت کی اک علامت تھی
 شجرِ شجر کی زباں پر ہے ماجرائے حسنؒ
 غنا و فقر، قدم بوس ہو گئے اُس کے
 میسر آئی جسے، دولتِ ولایتِ حسنؒ
 عجب نہیں کہ مجھے غلہ میں جگہ مل جائے
 بہ فیضِ سرورِ کون و مکاں، برائے حسنؒ
 کسی بھی شے کی کمی ہے، نہ آرزو، نہ طلب
 نصیر! فضلِ خدا سے ہوں میں، گدائے حسنؒ

در مدح
 جگر بندِ رسولؐ، نورِ چشمانِ علیؑ و بتولِ خلیفہٴ پنجم، ملقب بہ ابنیٰ ہذا سید
 حضرت امامِ حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه
 زمیں سے تابہ فلک ہر طرف صدائے حسنؒ
 بلند و برتر و بالا ہوا، لوائے حسنؒ
 ازل سے میرے مقدر میں ہے ولایتِ حسنؒ
 رہے گی سایہ گلن تا ابدِ ردائے حسنؒ
 وہ ذاتِ پاک ہے ابنِ علیؑ و سبطِ نبیؐ
 مری نگاہ کا سُرمہ ہے خاکِ پائے حسنؒ
 خدا کا شکر، مرے دل کی زیب و زینت ہے
 جمالِ مصطفویؐ، رُوئے دل کشائے حسنؒ
 لبوں پہ زہرِ ہلاہل کا کوئی ذکر نہ تھا
 اٹھا جو دردِ جگر سے، تو مسکرائے حسنؒ
 یہ حال ہے مرے دل کا بہ فیضِ شادِ ہلدی
 کبھی حسینؑ پہ قرباں، کبھی فدائے حسنؒ

در مدح

حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

عارف بود کسے کہ دلش نسبتِ ولا

دارد بہ مصطفیٰ و بہ اولادِ مصطفیٰ

باشد شارِ خواجہ کونین و بوتراب

سرشارِ مہرِ حضرتِ زہرا و آلہا

مصدقِ فضلِ آیہِ تطہیر، بالخصوص

زہرا و حیدر و حسنین اند و مجتبیٰ

اقطابِ اولیائے جہاں، خاکِ این دراند

گترودہ دامنِ طلب از بہرِ مدعا

از رُوئے نص، بہ گفتہ احمد تعرُّضے

باشد ضلالِ و سفسط، بے ریب و بے مرا

سرمایہٴ نجات بود حُبِّ اہل بیت

صد مرحبا بہ جانِ مَحَبِّانِ با صفا

خواہی گر التفاتِ پیغمبر بہ مستحیز

از صدقِ دلِ نَخُست بہ آتشِ کُنِ التجا

ہر گز کسے بہ آلِ محمد نمی رسد

علامہ گر بود و گراز خیلِ اولیا

آئی اگر بہر کین و عداوت، پرو! پرو!

داری اگر مودتِ آتش، بیا بیا

اے ہم نشینِ ادب! کہ ترا از صمیمِ دل

رانم سخن بہ مدحتِ شبیر، بر ملا

آں سببِ مصطفیٰ و جگر پارہٴ علی

پورِ بتول و وراثتِ پیغامِ انبیا

آں تشنہ لب کہ آبِ رُخِ دین، ز خونِ اوست

آں میرِ کاروانِ شہیدانِ پارسا

آں مُنتخب، بہ کو کبہٴ صولتِ علی

آں مُنتخب، بہ منصبِ ابلاغ و اجندا

آں از پئے تحفظِ اِلَّا ، حصارِ حق
 آں سر بُرندہ صفِ باطل ، بہ تیغِ لا
 از مجوئے خون بہ دہر اساسِ یقین نہاد
 ہستیم زیرِ منتِ سلطانِ کربلا
 آں ماہِ صوفشان و ضیا پاش و جلوہ ریز
 آں صبحِ نُور و مہرِ درخشانِ ارتضا
 اوجِ شرفِ نگر! کہ پیہر ز راہِ لطف
 ارشاد کرد لَحْمُکَ لَحْمِی بہ مرتضیٰ
 یعنی کہ ہست جسمک جیسی بہ فرعِ واصل
 گویا منم تو و تو منی ، جان و جسم را
 گر خاتمِ رسالت و وحیم من اے علی!
 ہستی ولایتِ ازلی را تو منہی
 از نسبتِ سیادتِ من ، افضل الانام
 ہست آلِ تو ز فاطمہؑ مخدومۃ اللہ
 گر سیدِ خلائق و سردارِ عالم
 آلِ من است بر ترِ خلق ، از رہِ محلا

بگر! بہ شان و عظمتِ لختِ دلِ بتول
 بشنو! بچقِ او ، سخنِ سیدِ الوری
 آں قدوۃُ الامم بہ مہماتِ صبر و شکر
 آں غایۃُ الہمم بہ ہجومِ غم و بلا
 آں نقطۂ عروجِ تہوؤر ، بہ رزمِ گاہ
 آں بہرِ مومنان ، ہمہ پیرانہ و وفا
 نُورِ احد ، فروغِ صمد ، مشعلِ ابد
 مشکوٰۃُ لطف ، شیخِ کرم ، پیڑِ سخا
 برہانِ صدق ، حجتِ آخر ، دلیلِ حق
 منشورِ آدمیت و دستورِ ارتقا
 شانِ وجودِ رنگِ شہود، آبروئے جود
 سلطانِ فضل ، شوکتِ دین، نازشِ گدا
 حق نازہ حق طراز و حق آغاز و حق مال
 حق شان و حق نشان و حق اعلان و حق ادا
 حق اصل و حق جبلت و حق دار و حق مدار
 حق مست و حق پرست و حق آرا و حق نما

بنیادِ صبر ، قصرِ تحمل ، اساسِ ضبط
 مقدمِ رزم ، بابِ ظفر ، ضعیفِ دعا
 میزانِ فکر ، گنجِ معارف ، ریاضِ اُنس
 مرقاتِ فہم ، عرشِ خرد ، سالکِ رسا
 اکسیرِ فیض ، نسخہٴ رحمت ، بقائے فرد
 عنوانِ عشق ، عنصرِ دانش ، ادبِ قبا
 مقیاسِ علم ، جوہرِ بینش ، مفادِ محض
 فخرِ سلف ، مدارِ شرف ، محورِ ثنا
 تسنیمِ فیض ، غوثِ ملل ، داعیِ عمل
 نقشِ ازل ، بہارِ ابد ، موجبِ بقا
 عالی نژاد ، کشورداد ، اصدقِ العباد
 میہوں حسب ، رفیع نسب ، جوہرِ صفا
 مولیٰ ہمہ ، خلیلِ حشم ، مرتضیٰ کرم
 یوسفِ لقا ، مسیحِ ادا ، احسنِ القضا
 تفصیلِ مجر ، مہرِ نجابت ، مطافِ عقل
 میقاتِ عزم ، طورِ یقین ، مشعرِ ہدی

مفہومِ فقر ، قاصحِ جبر ، آسانِ صبر
 طغرائے حُسن ، رونقِ ہوش ، ارفعِ اللہ
 فردوسِ ناز ، قوتِ عینی و سیدی
 یعنی حسینؑ ، وارثِ فیضانِ صلّٰی
 ختمِ الرسلؐ ، حسینؑ و حسنؑ حیدر و بتولؑ
 نازم کہ نسبت است بہ این پختن مرا
 اے نورِ چشمِ حیدرؑ کتار ! یک نظر
 اُفتادہ ام بہ خاکِ تو ، رومی کتہ اللہ
 پس خوردہ سگانِ در ثمتِ رزقِ من
 حاشا ، اگر نگاہِ کم سوائے آفتاب
 حبتِ نبی و آلِ نبی از ازل نصیر !
 فضلِ خداست ذالکَ یوتبہ من یشا

در مدح
سبطِ رسولِ مُطَّلَبی، حسینِ ابنِ علی رضی اللہ عنہ

سبطِ شہِ دین، نازِ حسن، پیکرِ تنویر
شاخِ شجرِ قدس و چمنِ زادہ تطہیر
زائیدہ آلِ خانہ کہ ہر طفلِ کریمش
جسمیت کہ از رُوخِ امینِ آمدہ تصویر
پروردہ آلِ خانہ کہ ہر جامِ سفالش
در میکدہ رحمتِ حق، رشکِ قواریر
منزلِ گہِ آلِ نُورِ منترہ کہ درخشید
بر ایمن و فاران و سرِ قلہ ساعیر
بر مزرعِ حق ہستی او ابرِ مطیرے
بر خرمنِ باطل، نگمش شعلہ تسعیر
در صدق و صفا، صبر و رضا، بذل و شجاعت
ہم پایہ ندارد بہ نہاں خانہ تقدیر

حُسنش بہ نظرِ شمعِ فروزاں سرِ آفاق
قولش بہ عملِ صورتِ آیات بہ تفسیر
در سیلِ مصائب بہ لبش موجِ تبسم
از خونِ شہادت بہ رُخشِ غازہ توقیر
تسلیم و رضائش سپرِ یورشِ آفات
خستخانہ باطل، ہدفِ گرمیِ تقریر
در رزمِ حریفانِ جفا، سیفِ یُد اللہ
در بزمِ ندیمانِ وفا، قاصدِ تبشیر
بر فرقِ مجتبانِ نبی، سایہ رحمت
دربارہ اعدائے خدا، آیہ تعزیر
بر شاہرگِ اہلِ ستمِ نشترِ تعدیب
بر زخمِ دلِ غمِ زدگاں، مرہمِ تجہیر
تا قربتِ حق، ذاتِ گرامیش وسیلہ
از واسطہ اش حرفِ دُعا محرمِ تاثیر
سرمایہ دین، واقفِ اسرارِ نبوت
سرکردہٗ اربابِ ولا، صدرِ نخبیر

بر منزلِ عشقه که رسیده، نه رسد کس
 با آه سحر گاهی و بانال شب گیر
 از عرش سر عزت آل شاه، فراتر
 بر فرش به بُردند سرش را پے تشبیر
 در تشنگی روز جزا، ساقی کوشر
 در فتنه گه کرب و بلا، تشنه و دل گیر
 که سر به سجود است و گه قاصد اعدا
 که حمد به لب، گه به زباں نعره تکبیر
 با تذکره معرکه آرائی تیغش
 رُودادِ شجاعان، همه افسون و اساطیر
 گوئی، به کف آورد قضا تیغ دو دم را
 تازد چو به میدان و غنا دست به شمشیر
 آید چو به انبوه حریفان سبک سر
 گوئی، بهم آویخته شهباز و عصافیر
 در معرض جُودش به پر گاه نیرزد
 لعل و گهر و درهم و دینار و قناطر

هنگام جلال پروری دست نوازش
 گنجینه زر نیست به بجز ارزشِ قطمیر
 ز آب و گل فقر آمده تخمیر و جودش
 بر سطوتِ شاهمی نکرد از ره تحقیر
 گردِ ره او، سُرْمه ارباب بصیرت
 هر ذره ز خاکِ در او ذروه توقیر
 اسلام، حصار است مصلو از همه آفات
 کز خون حسین ابن علی یافته تعمیر

پُورِ بتولؑ، وارثِ شانِ رسولؐ
 سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حُسنِ ، گلشنِ تطہیر کی بہارِ مُراد
 حُسنِ ، غیرتِ اسلام ، آبروِ ایجاد
 شعارِ مصطفویؐ ، جس کے فکر کی بنیاد
 شعورِ دینِ محمدؐ ، حُسنِ کا ارشاد
 جہومِ لشکرِ باطل ، سپاہِ ابنِ زیاد
 حُسنِ ، حق کے نگہبان ! ہر چہ بادِ باد
 فرودِ ز اشکِ اسیراں ، شہادتِ صیاد
 بزدگانِ ہماری درِ قفس نہ گُشاہ
 وزیدِ درِ چمنِ کربلا ، نسیمِ کرم
 خرامِ نکتشِ ایزد بہ دُشمنانِ مرصاد

یزید ، قبر کی ظلمت ، حسینؑ نُورِ زمیں
 حسینؑ ، علم و عدالت ، یزید ، استبداد
 حسینؑ ، وارثِ خیر و یزید ، وارثِ شر
 حسینؑ ، عشق و متانت ، یزید ، جہل و فساد
 حسینؑ ، فرحتِ اہلِ وفا ، دمِ ایفا
 یزید ، ماتمِ اہلِ ریا ، پسِ بیداد
 کہیں ہے ظلم و تشدد ، کہیں ہے صبر و رضا
 کوئی نشاط میں غلطاں ، کسی کا گھر برباد
 حسنؑ ، حسینؑ کی توصیف ، مختصر یہ ہے
 نقیبِ امن و نگہبانِ عظمتِ اجداد
 یہ گودِ ود ہے کہ جس میں پئی حُسنیت
 جنابِ سیدہؑ کو دیجیے مبارک باد
 اجل کی دھوپ میں اُس کا وہ سجدہٴ آخر
 وہ تشنگی ، وہ تمازت ، وہ تیغہٴ جلاذ

ہر امتحان میں شبیر کا یہ حال رہا
 خدا کا ذکر ، خدا سے وفا ، خدا کی یاد
 بہ حدِ طرفِ خرد ، کم نظر نے مان لیا
 سمجھ تو آئی ہے ، لیکن بہ قدرِ استعداد
 سکھا گئے ہیں زمانے کو حریت کا سبق
 حسینؑ ، عزم و تدبیر کے بے نظیر اُستاد
 نفسِ نفس ہے نگاہوں میں شیوہ تسلیم
 نہ کوئی فکرِ اقارب ، نہ کچھ غمِ اولاد
 خدا کی راہ میں عزمِ حسینؑ کیا کہنا
 اس اہتمام سے کرتا ہے کون ، گھر برباد
 وہ جن کی ماں ہیں ، محمدؐ کی بنتِ نیک اختر
 وہ جن کے باپ ہیں ، خیرالانام کے داماد
 لرز لرز کے فنا ہو گئی یزیدیت
 حسینیت نے ہلا دی غرور کی بنیاد

ہر اک ستم کا ہدف تھے ، حسینؑ ابنِ علیؑ
 وہ ظلم و جورِ مسلسل ، وہ دم بہ دم افتاد
 خلافِ اہلِ تعدی ، جہادِ واجب ہے
 یہ دے گیا ہے پیام ، ایک بندہ آزاد
 زہے کرم ، یمن آورد بُوئے خاکِ درش
 بود ہمیشہ بشارتِ گرِ صبا ، آباد
 ہزار ہا صلوات و ہزار تسلیمات
 بروحِ سپیدِ کونین و آلہ الامجاد
 نصیر کیوں نہ ہو ایسے امام کا پیرو
 کہ سرِ پدا و بدستِ یزید ، دستِ نداد

اُن کی یاد رکھتی ہے قُربتوں کے منظر میں
یہ نہ ہو تو مُشکل ہے زیست کا سفر ، تنہا
دُشمنوں کے زرنے میں یوں حسینؑ اکیلے تھے
ہو نجومِ مژگاں میں ، جس طرح نظر ، تنہا
ہو کے تہہ نشیں پالے گوہرِ نجف تو بھی
سوچ کے سمندر میں ، اک ذرا اُتر ! تنہا
شکر کر نصیر! آخر ، میل گیا درِ شبیرؑ
ورنہ ٹھوکریں کھاتا یوں ہی در بدر ، تنہا

بِخُضُورِ

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لاکھ نالہ و شیون ، ایک چشمِ تر تنہا
ہے حسینؑ کے غم میں اشکِ معتبر ، تنہا
دینِ حق پھلا پھولا جس کے سائے میں رہ کر
دشتِ کربلا میں تھا ایک وہ شجر ، تنہا
کاروانِ شبیری فرد تھا شجاعت میں
فوج کے مقابل تھے ، لوگ بے خطر ، تنہا
ہے حسینؑ کو حاصل قُربتِ نَبِ اُس کی
فرش سے ہوا جس کا ، عرش تک گُزر ، تنہا
عرصہ شہادت میں بے مثال ہیں شبیرؑ
جادۂ فلک پر ہے مہر ، جلوہ گر ، تنہا

لاکھوں سلام بنتِ علیؑ ! تیرے نام پر
گھبرائی ٹو ، ذرا نہ شکر کے سامنے

بیعت طلب حسینؑ سے یوں تھریزید و شمر
مفلس کھڑے ہوں جیسے ، تو نگر کے سامنے

وہ کھلبلی بچی کہ معطل ہوئے حواس
سٹھیا گئی تھی فوج ، بہتر کے سامنے

خالی درِ حسینؑ سے جاتا نہیں کوئی
بیٹھے رہو نصیر ! اسی در کے سامنے

بجضور
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لاف نبرد ، سیٹ پیہر کے سامنے!

قطرے کی کیا بساط ، سمندر کے سامنے

منہ دیکھتے ہی دیکھتے سورج کا پھر گیا

تھہرا نہ اُن کے رُوئے منور کے سامنے

دیکھا حسینؑ کو تو یہ زہراؑ پکار اٹھیں

کانٹے بچھے ہوئے ہیں ، گل تر کے سامنے

اصغرؑ کی تنگی یہ صدا دے رہی ہے آج

کل کیا بیو گے ساتی کوڑ کے سامنے

عباسؑ بولے ، کوئی سینہ سے جا کہے

چلتی نہیں کسی کی ، مقدر کے سامنے

مرتے ہیں لوگ اس طرح زہراؑ کے چاند پر

دکھلا دیا یہ خرّ نے ، وہیں مر کے ”سامنے“

علیؑ جب سے لقب یو تراب کا پایا
 کمال شوق سے ہے وجد میں ، خدا کی زمیں
 کسی کی آخری ہچکی نہ تھی ، قیامت تھی
 ہو جیسے آج بھی سکتے ہیں ، کربلا کی زمیں
 ہوئے دامن زھرًا تلاش کرتی ہے
 کہاں وہ پھول پھپھائے ہیں ؟ نبیوا کی زمیں!
 صد آفریں تجھے اے شوق ! کیا نکالی ہے
 بیان کرب و بلا کے لیے ، بلا کی زمیں
 کبھی پنپ نہیں سکتا نصیر ! نخل اثر
 نہ ہو جو آب ندامت سے تر ، دُعا کی زمیں

بمضور
 امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زبانِ حال سے کہتی ہے کربلا کی زمیں
 خدا کے بندوں پہ کیوں تنگ ہے خدا کی زمیں
 رہیں ادب کے تقاضے ہمیشہ پیش نظر
 فلک جناب ہے خاصانِ باصفا کی زمیں
 دہانِ ذرّہ جہاں کھول دے زبانِ سوال
 ہزار گنج بکف ہے وہاں ، عطا کی زمیں
 فلک کی آنکھ میں ترسیلِ گرد سے یہ گھلا
 جوابِ ظلم پہ مجبور ہے ، خدا کی زمیں
 مزا تو جب ہے کہ میں سر کے بل وہاں پہنچوں
 نہ آئے زیرِ قدم ، تیرے نقشِ پا کی زمیں
 یہاں بھی قافلہٴ عرش سیر اُترا تھا
 یہ کہہ رہی ہے ترے شہرِ جاں فزا کی زمیں

اشکوں کی طرح تھے جو ستارے شبِ عاشور
 تھا چاند بھی اک اُن کے عزاوار کا چہرا
 وہ ٹھہرے زینبؓ کہ علیؓ بول رہے تھے
 ہر لفظ پہ فاق تھا ، بھرے دربار کا چہرا
 دیکھو گے خورشیدِ قیامت کے مقابل
 تو دے گا نصیر اُن کے پرستار کا چہرا

بجھوڑ امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تھا مہرِ صفت ، قافلہ سالار کا چہرا
 نیزے پہ دمکتا رہا ، سردار کا چہرا
 وہ آئے تھا چہرہ شہیرہ کہ جس میں
 آتا تھا نظر ، حیدرؓ گزار کا چہرا
 صد حیف وہ خود یوں بھرے بازار سے گزرے
 جس گھر نے نہ دیکھا کبھی ، بازار کا چہرا
 ہے پیاس کی شدت ، وہ سکنہ کے لبوں پر
 مثلِ علم اُترا ہے ، علمدار کا چہرا
 آثار کچھ ایسے تھے زینبؓ کی نظر سے
 دیکھا نہ گیا ، عابدؓ بیمار کا چہرا

کر بلا ہو کہ نجف ہو وہ عرب ہو کہ عجم
 ہم نے دیکھی نہ ترے غم سے کوئی جا ، خالی
 جو بھی آیا ، اُسے کھل کر مرے مولیٰ نے دیا
 کس کے دامن کو مرے شاہ نے چھوڑا ، خالی
 وہ تو اک سجدہ شہیر نے رکھ لی عزت
 ورنہ ہو جاتی خدا والوں سے دُنیا ، خالی
 تیری اوقات ہی کیا اے سپہ شام و دمشق
 جب یہ گزریں ، تو ملک بھی کریں رستہ ، خالی
 سیم و زر اُن کو ملے جن کو ہوس ہو اس کی
 مجھ کو دینا ہے ، تو دے اُن کی تمنا ، خالی
 اصغرؓ و اکبرؓ و عباسؓ و سکینہؓ کے طفیل
 بھیک مل جائے کہ کشکول ہے اپنا ، خالی
 آل و اصحابؓ کا سایہ ہے ترے سر پہ نصیرا
 تیرا دامن نہ رہا ہے ، نہ رہے گا خالی

بکضور

تشنہ کام کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہو گیا کس سے بھرا خانہ زہرا ، خالی
 چل دیا آپ ، مگر کر گیا دُنیا ، خالی
 خون سے اپنے دم سجدہ اگا کر گلشن
 تُو نے رہنے نہ دیا دامن صحرا ، خالی
 اللہ اللہ وہ شہیرؓ کا زور بازو
 ایک ہی وار میں کر دی صفِ اعدا ، خالی
 لوٹ کر آئیں گے کب تک کہ سکینہؓ ہے اداس
 پُوچھ لیتا کوئی عباسؓ سے اتنا ، خالی
 آثار کچھ ایسے تھے زینبؓ کی نظر سے
 دیکھا نہ گیا ، عابدؓ بیمار کا چہرا
 اذریٰ فاطمہؓ ، یا فاطمہؓ ! کہہ کر روئیں
 دیکھا زینبؓ نے جو آتے ہوئے گھوڑا خالی
 گونجتی ہیں وہی ”نانا“ کی صدائیں پیہم
 تیری یادوں سے نہیں گنبدِ خضریٰ خالی

بد دُعا دیتے اگر ابنِ علیؑ دریا کو
 ڈھونڈتا پھرتا، مگر ہاتھ نہ آتا پانی
 مضطرب ہے کہ شہیدوں کے لبوں تک پہنچے
 پہرے دشمن کے لگے ہوں تو کرے کیا پانی
 جس نے پی ہوئے تسلیم درِ ضار و زائل
 اُس کی دانست میں کیا چیز ہے دریا، پانی
 یہ مسافر کی نگہداشت، یہ مہمان کی قدر
 کربلا میں نہ بلا شاہ کو دانہ، پانی
 تشنگی دیکھ کے دریا کو اگر جوش آتا
 سامنے حضرتِ شبیرؑ کے بھرتا پانی
 بوند پانی کی نہ تھی آلِ محمدؐ کیلئے
 اور، پتی رہی دُنیا لبِ دریا، پانی
 کربلا میں شرہ دین تک جو پہنچنے پاتا
 فخر سے پاؤں زمیں پر کہیں دھرتا پانی
 اِسِ خجالت سے کہ شبیرؑ کو پانی نہ بلا
 ساری دُنیا میں لیے پھرتا ہے دریا، پانی

مختصر
 سید الشہداء، نواسہ رسولؐ، جگر بندِ علیؑ و بتولؑ
 سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آگ سی دل میں لگی، آنکھ سے چھلکا پانی
 کس کا غم ہے کہ ہوا اپنا کلیجہ پانی
 آنسوؤں کی غمِ شبیرؑ میں بدلی صورت
 بن گیا آنکھوں میں طوفان، جو اُٹا پانی
 گھاٹ پر آ کے بھی عباسؑ نے لب تر نہ کیے
 ہاتھ آیا تو، مگر کام نہ آیا پانی
 تپشِ عشق و وفا جن کے کلیجے پھونکے
 پیاس کیا اُن کی بھجائے گا، ذرا سا پانی
 تجھ پر اللہ کی لعنت ہو یزیدی لشکر!
 وارثِ کوثر و تسنیم پہ روکا، پانی
 آہ! وہ حضرتِ شبیرؑ پہ بیداد و ستم
 فتنہ بکیشوں سے وہ ہر گام پر ایذا "پانی"

کربلا تھی علی اصغرؑ کے لہو سے لرزاں
 اِس قدر ظلم کہ سر سے ہوا اُونچا، پانی
 پاؤں رکھے گا زمیں پر نہ کبھی میرا غبار
 گوئے شبیرؑ میں آخر ہے اِسے جا ”پانی“
 غرق حیرت تھا نصیر! اہلِ ستم کا جھگڑ
 تیغِ اکبرؑ نے وہ میدان میں دکھایا، پانی

مَحْضُورِ سبِطِ رَسولِ ہاشمی

مِثْلِ شَبِیرِ کُوئی حَق کا پَرستار تو ہو
 دُورِ حاضِر میں کسی کا وہی کردار تو ہو
 ابنِ حیدرؑ کی طرَح پیکرِ ایثار تو ہو
 ایسا دُنیا میں کُوئی قافلہ سالار تو ہو
 آج بھی گرمیٰ بازارِ شہادت ہے وہی
 کُوئی آگے تو بڑھے، کُوئی خریدار تو ہو
 ظلم سے عُدہ برآ ہونے کی ہمت نہ سہی
 کم سے کم حق کا دل و جان سے اقرار تو ہو
 عینِ ممکن ہے کہ سو جائیں یہ سارے فتنے
 ذہنِ انساں کا ذرا خواب سے بیدار تو ہو
 میرا ذمہ، ہمہ تن گوش رہے گی دُنیا
 ڈھنگ کی بات تو ہو، بات کا معیار تو ہو

عافیت کے لیے درکار ہے دامنِ حسینؑ
 ظلم کی دُھوپ میں یہ سایۂ دیوار تو ہو
 دل میں ماتم ہے، تو آنکھوں میں ہے اشکوں کا ہجوم
 میرے مانند کوئی اُن کا عزادار تو ہو
 عین ممکن ہے نصیر! آلِ محمدؑ کا کرم
 کوئی اس پاک گھرانے کا نمک خوار تو ہو

مختصراً
 امامِ حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نظر نواز ہیں، دل جگمگا رہے ہیں حسینؑ
 کہ شمع بزمِ رسولِ خدا، رہے ہیں حسینؑ
 رضا و صبر کے جوہر دکھا رہے ہیں حسینؑ
 ستم گروں میں گھرے مسکرا رہے ہیں حسینؑ
 خدا کی راہ میں خود کو لٹا رہے ہیں حسینؑ
 وہ کربلا کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں حسینؑ
 حجاب جو ہوئے حائل، اُٹھا رہے ہیں حسینؑ
 جو اصل دیں ہے، وہ ہم کو دکھا رہے ہیں حسینؑ
 یزید، راندۂ خلق و مُعْتَدِبِ خالق
 نگاہِ کون و مکال میں سما رہے ہیں حسینؑ
 سمجھ سکے نہ شقی، کربلا کے میدان میں
 خدا رسولؑ کی جانب مِلا رہے ہیں حسینؑ

بمختصر
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ، اہل بیتِ پیغمبر کے ساتھ ہے
اسلام کا وقار اسی گھر کے ساتھ ہے
جو شخص نورِ دیدہ حیدر کے ساتھ ہے
روزِ جزا وہ شافعِ محشر کے ساتھ ہے
پیاسے نہ ہم رہیں گے قیامت میں دیکھنا
اپنا بھی ربط ساقی کوثر کے ساتھ ہے
رہتا ہے رات دن غمِ ذریتِ رسول
سودا شروع سے یہ، مرے سر کے ساتھ ہے
آلِ نبی کو ذاتِ نبی سے جدا نہ جان
ہر موج کا وجود سمندر کے ساتھ ہے
وہ اک مکاں کہ جس کا کلیں باپِ علم تھا
اپنا تو رابطہ ہی اسی گھر کے ساتھ ہے

ہما کے اپنا لبو نینوا کے ذروں میں
زمیں کو عرش کا ہمسر بنا رہے ہیں حسینؑ
نہ کیوں بپا ہو قیامت کا شور خیموں میں
کہ لاشے قاسم و اکبر کے لارہے ہیں حسینؑ
شعور و عقل سے عاری ہیں شام کے حاکم
وگر نہ حق ہے وہی، جو بتا رہے ہیں حسینؑ
مٹا کے خود کو، گھرانے کو، ساتھ والوں کو
نصیبِ اُمتِ عاصی، جگا رہے ہیں حسینؑ
لرز نہ جائے بھلا کیوں زمینِ مقتل کی
سر اپنا سجدہ حق میں کٹا رہے ہیں حسینؑ
ہر ایک غم کا مداوا حسینؑ کا غم ہے
ہر ایک دکھ میں مرا آسرا، رہے ہیں حسینؑ
خیال آیا تھا اُن کا کہ دل ہوا روشن
نصیر سر تو اٹھاؤ! وہ آ رہے ہیں حسینؑ

آلِ نبی کے درد سے میں بھی جدا نہیں
 میرا نصیب، اُن کے مقدر کے ساتھ ہے
 لاکھوں شقی اُدھر ہیں اُدھر اک حسینؑ ہیں
 کانٹوں کی نوک جھوک گلِ تر کے ساتھ ہے
 کس پر کھلے گا معرکہ کربلا کا راز
 یہ وہ معاملہ ہے، جو داؤر کے ساتھ ہے
 تنہا اسی کے نام سے دشمن تھا بدحواس
 اب کیا کرے، حسینؑ بہتر کے ساتھ ہے
 سچ مچ ہو دل میں غم تو بھر آتی ہے آنکھ بھی
 اشکوں کا سلسلہ دلِ مضطر کے ساتھ ہے
 اُس ذاتِ پاک کا ہوں دل و جاں میں غلام
 دعویٰ غلط نہیں ہے، مگر ڈر کے ساتھ ہے
 دشمن کی گفتگو میں کہاں خیر کی جھلک
 جو بات ہے شریک کی، اِک شر کے ساتھ ہے
 بھجوں یزیدیت پہ نہ کیوں لعنت لے نصیر
 یہ دشمنی ہے، اور مرے گھر کے ساتھ ہے

مختصر

سبطِ رسولِ مجتبیٰ حسینؑ ابنِ علیؑ المرتضیٰ

غمِ شبیرؑ کا یوں دل پہ اثر ہے کہ نہیں؟
 جو بھی آنسو ہے وہ مانندِ گہر ہے کہ نہیں؟
 دل میں کردارِ حیثیٰ کا گزر ہے کہ نہیں؟
 شیوہٴ صبر و تحمُّل پہ نظر ہے کہ نہیں؟
 راہِ حق میں جو بہ صد شوق لٹا دے گھر بار
 اُس مسافر کے لئے خلد میں گھر ہے کہ نہیں؟
 جس نے قربان کیا خود کو رضائے حق پر
 وہ بشر، خَلق میں مافوقِ بشر ہے کہ نہیں؟
 علم کے شہر میں جس دن ہے رسائی مُشکل
 دیکھ اُس شخص کو، وہ علم کا در ہے کہ نہیں؟

مخضوری امام عالی مقام

رسمِ شتیرِ جگانے کے لیے
ہم نے غم سارے زمانے کے لیے
منزلیں بن گئیں خود جادہ شوق
ابنِ زہراً! تجھے پانے کے لیے
کربلا! تیری صدا کافی ہے
ساری دُنیا کو جگانے کے لیے
کجِ اداؤں سے بننا سیکھو
حق پرستی کو بچانے کے لیے
پھر محرم کا مہینہ آیا
حشر سینے میں اُٹھانے کے لیے
اشک کے رُوپ میں ہے ذکرِ حسینؑ
آنکھ کا نُور بڑھانے کے لیے

راکبِ دوشِ نبی ، آلِ عبّا ، پورِ بتول
یہی شتیرِ ہیں ، ظالم کو خبر ہے کہ نہیں ؟
آج تک سوگ میں ہے ، دشت کا ذرہ ذرہ
کربلا اُن کے لیے خاک بہ سَر ہے کہ نہیں ؟
ختم کب ہو گی یہ آزار و جفا کی ظلمت
یومِ عاشور! تری شب کی سحر ہے کہ نہیں ؟
حلقِ معصوم کو کیوں تیر سے چھیدا تو نے
حُرملہ! کچھ تجھے اللہ کا ڈر ہے کہ نہیں ؟
کربلا میں ہے شہیدوں کا لہو نُورِ فگن
رُخِ زمانے کی نگاہوں کا اُدھر ہے کہ نہیں ؟
میرے دل میں ہیں یکنیں سبٹِ نبی کے جلوے
رشکِ فردوس ، نصیر! آج یہ گھر ہے کہ نہیں ؟

درمدح

حسینؑ ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسینؑ کا ہو کہیں ذکر ، کوئی بات چلے
 ہماری آنکھوں سے اشکوں کی اک برات چلے
 فلک پہ کیوں نہ بھلا کربلا کی بات چلے
 غم حسینؑ میں تارے تمام رات چلے
 مجسمؑ اُسوہ خیر الانام تھے شبیرؑ
 رضائے حق کے اشاروں پہ تا حیات چلے
 طلی نہ بوند بھی پانی کی تشنہ کاموں کو
 ہوائے قہر کے جھونکے سر فرات چلے
 حسینؑ حکیم الہی سے کربلا آئے
 بساط اُلٹ دی ، ہوئی دشمنوں کو مات ، چلے

تیرا کردار و عمل ، آفاقی
 تیرا پیغام ، زمانے کے لیے
 اک قیامت سے گزرنا ہو گا
 درِ شبیرؑ تک آنے کے لیے
 تشنگی اپنی گوارا کر لی
 پیاس خنجر کی بھانے کے لیے
 جان ، حق کے لیے دینی ہو گی
 سلسلہ اُن سے ملانے کے لیے
 کربلا تک کا سفر ہے درپیش
 بس نصیر اُٹھتے ہیں ، جانے کے لیے

قیام اُن کا ہوا منزلِ مشیت پر
 وہ جن کے ایک اشارے پہ کائنات چلے
 چلا ہے دُھوم سے یوں قافلہ شہیدوں کا
 و فورِ شوق میں جیسے کوئی برات چلے
 حسینؑ کی صفِ اعدا میں تھی یہ شانِ خرام
 ہجومِ کفر میں جس طرح نُورِ ذات چلے
 وفا کا نام مٹانے سے مٹ نہیں سکتا
 ہزار چال یہ دُنیاے بے ثبات چلے
 یزیدِ عصر کے آگے کھڑے ہیں سب خاموش
 حسینؑ ہی جو چلائیں تو کوئی بات چلے
 دبا سکا نہ کبھی حق کو، شورِ باطل کا
 نہ کوئی گھات چلی ہے نہ کوئی گھات چلے
 نصیر! گوش بر آوازِ عرش و فرش ہوئے
 اب انجمن میں حسینؑ و حسنؑ کی بات چلے

مختصر
 سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابنِ حیدر کی طرح پاسِ وفا کس نے کیا؟
 زیرِ نجرِ آخری سجدہ ادا کس نے کیا؟
 حق جو تعلیمِ نبیؐ کا تھا، ادا کس نے کیا؟
 آدمی کو آدمیت آشنا کس نے کیا؟
 رازِ سر بستہ تھے ایثار و رضا و صبر و شکر
 حل یہ عقدہ آلِ زہرا کے سوا کس نے کیا؟
 خون سے کس کے ہوئی تاریخِ عالم تابناک
 سرزمینِ نینوا کو، کربلا کس نے کیا؟
 کربلا میں جو ہوا وہ اے یزیدِ بد سیر
 بے خطا تو ہے، تو پھر جو کچھ کیا، کس نے کیا؟
 کوئی تھا جس نے کیا سبوطِ پیغمبر کا لحاظ؟
 احترامِ نسبتِ خیرِ الوری کس نے کیا؟

مختصر
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنہیں نصیب ہوئی تن سے، سر کی آزادی
کنیز بن کے رہی اُن کے گھر کی، آزادی
عطا ہوئی ہے اُسے خیر و شر کی آزادی
ہے امتحان یقیناً، بشر کی آزادی
تمام عمر کی پابندیوں سے بہتر ہے
اک آدمی کے لیے، لمحہ بھر کی آزادی
تصادم اس کے لیے شرطِ اولیں ٹھہرا
ہے جسمِ سنگ میں پنہاں، شر کی آزادی
کسی کے لطف کا ممنون بن کے کیا جینا
سبک سری ہے شجر کو، شر کی آزادی

مضطرب کیوں ہوں عذارانِ اولادِ رسول!
حشر میں کھل جائے گی یہ بات، کیا کس نے کیا؟
شمرِ ذی الجوشن، یزیدِ بد گزر، ابنِ زیاد
جو بے جا ان لعینوں کے سوا کس نے کیا؟
گونگے بہرے بن گئے اتمامِ حجت پر عدو
آپ جو چاہا کیا، اُس کا کہا، کس نے کیا؟
حشر یہ برپا ہوا کس کے اشاروں پر یزید!
آلِ زہرا پر ستم اے بے حیا! کس نے کیا؟
یہ حقیقت منکشف ہے ساری دُنیا پر نصیر!
کربلا میں جو ہوا، کس نے کہا، کس نے کیا؟

حُسنیتِ مراورشہ بھی ہے ، عقیدہ بھی
 مجھے نصیب ہے عرضِ مہنر کی آزادی
 غمِ حُسن کا پابند ہر نفس ہے نصیر !
 غمِ جہاں سے ملی ، عمر بھر کی آزادی

قیام ، ظلم کے ماحول میں نہیں ممکن
 اب اپنی رُوح کو لے دو ، سفر کی آزادی
 شعورِ ذات ہی فرقانِ حق و باطل ہے
 عجیب چیز ہے ، فکر و نظر کی آزادی
 نظر کا نُور بڑھا آب و تاب سے اس کی
 صدف کا عرّو شرف ہے ، گھر کی آزادی
 حسینؑ خیر کا مظہر ، سلامتی کا نشان
 اُسے پسند نہ تھی اہلِ شر کی آزادی
 مزاجِ دینِ مبین ، ظلم کے خلاف جہاد
 اساسِ اُسوۃ خیر البشر کی ، آزادی
 یزیدیت کی ہلاکت ہے ، رسمِ شبتیری
 ستم کو مل نہ سکی ، کڑو فر کی آزادی
 اٹھائی اس لیے سجاؤ نے صعوبتِ قید
 کہ مضمحل اس میں تھی نوعِ بشر کی آزادی
 دیا حسینؑ نے یوں زیست کو نیا مفہوم
 ملی ہے آخری سجدے میں سر کی آزادی

شکوہ نہ شہیدوں کو رہے تشنہ لہی کا
یوں موت کے گھاٹ اُن کو اتارا لبِ دریا
امواجِ ستم کھیل رہی تھیں سرِ بالیں
عباسؑ پڑے تھے گھر آسا، لبِ دریا
یوں خون رواں تھا علی الصغر کے گلے سے
جیسے ہو لہو کا کوئی دھارا، لبِ دریا
لے اہلِ جفا! پیاس سے پیاسوں کی نہ کیلو
پہنچیں نہ کہیں سیدہ زہراؑ، لبِ دریا
شاہِ شہدا کیسے ادھر پاؤں اٹھاتے
چل کر کہیں آیا کوئی دریا، لبِ دریا
تھا مرتبہ عترتِ زہراؑ کے منافی
دو بوند کے چکر میں اُلجھنا، لبِ دریا
گر زحمتِ یک گام وہ کر لیتے گوارا
خود بڑھ کے قدم چوم نہ لیتا، لبِ دریا
جھلنا سرِ شبیرؑ کی فطرت میں نہیں تھا
جھک جاتے تو کچھ دُور نہیں تھا، لبِ دریا

بمختصر
وارثِ ہل آتی، سلطانِ کربلا،
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پانی کی جو اک بوند کو ترسا لبِ دریا
وہ غیر نہ تھا، سبطِ نبیؐ تھا لبِ دریا
رنگین رہا دشت، شہیدوں کے لہو سے
بہتا ہی رہا خون کا دریا، لبِ دریا
ہے ماتمِ شبیرؑ کی اک زندہ شہادت
موجوں کا یہ سر پٹینے اٹھنا، لبِ دریا
موجوں میں تلاطم، تو ببولوں میں قیامت
پیاسوں کا ہے شیون سرِ صحرا، لبِ دریا
اس سوچ نے پہروں دلِ مضطر کو زلایا
وہ بندشِ آب اور وہ پہرا، لبِ دریا

بمخبر
سبط رسولِ ہاشمی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حُسنِ تخلیق کا شہکار، حسینؑ ابنِ علیؑ
عشق کا مطیع انوار، حسینؑ ابنِ علیؑ
گلِ گلزارِ حرم، زُبدۂ آلِ ہاشم
نورِ چشمِ شہِ ابرار، حسینؑ ابنِ علیؑ
فتنہ کفر و فسوں سازیِ باطل کے خلاف
جراتِ حیدرِ کزار، حسینؑ ابنِ علیؑ
کشتِ ایمان و چمن زارِ صداقت، اسلام
موجِ گل، ابرِ گہر بار، حسینؑ ابنِ علیؑ
حق نے باطل کو بہ ہر حال پینے نہ دیا
اس حقیقت کا ہیں اظہار، حسینؑ ابنِ علیؑ

عباسؑ میں حیدرؑ کا لبو دوڑ رہا تھا
دُشمن سے لڑے وہ، تِنِ تنہا، لبِ دریا
جب ابنِ علیؑ جھوم کے پہنچے سرِ مقتل
اک شور اُٹھا صلِّ علیؑ کا، لبِ دریا
پیوستہ قدم چومنے اُٹھتی رہیں لہریں
دیکھا جو محمدؐ کا سراپا، لبِ دریا
ہر منظرِ فطرت کو وہاں پاسِ ادب تھا
موجیں ہی نہ تھیں ناصیہ فرسا، لبِ دریا
حریتِ اظہار کا تابندہ نشاں ہے
عباسؑ! ترا نقشِ کفِ پا، لبِ دریا
اے قاسمِ گلِ رو! شبِ عاشور کے ڈولہا!
گاتی رہیں لہریں ترا سرا، لبِ دریا
موجوں کے مد و جزرنے لیں اُس کی بلائیں
چہرا تھا کہ اک چاند کا کلڑا، لبِ دریا
سب کہتے، نصیر اپنے مقدر کا دھنی ہے
شبیرؑ کے قدموں میں جو ہوتا، لبِ دریا

مظہرِ صدق و صفا، پیکرِ تسلیم و رضا
پرتوِ احمدِ مختار، حسینؑ ابنِ علیؑ

ایک لعنت ہے زمانے کے لیے فعلِ یزید
اک سعادت ترا کردار، حسینؑ ابنِ علیؑ

مھلِ اہلِ مودت میں مثالِ نکمت
رزم میں برقِ شرر بار، حسینؑ ابنِ علیؑ

بزمِ ایمان و صداقت کے لیے شمعِ وفا
صدق و اخلاص کا معیار، حسینؑ ابنِ علیؑ

کچھ غمِ ذات، نہ اولاد و اقارب کا ملال
غمِ انساں میں دل انگار، حسینؑ ابنِ علیؑ

زرغہٴ ظلم میں بھی پیشِ خدا سر بہ سجود
اپنے خالق کا وفادار، حسینؑ ابنِ علیؑ

دوزخی، آپ کے رُتبے سے کہاں واقف ہیں
اہلِ جنت کے ہیں سردار، حسینؑ ابنِ علیؑ

رہ برِ قافلہٴ منزلِ عرفان و سلوک
سرورِ زمرہٴ اخیار، حسینؑ ابنِ علیؑ

حق جہاں جلوہ نما ہو گا، وہاں تو ہو گا
چار سُو ہے ترا دیدار، حسینؑ ابنِ علیؑ

تیری سرکار میں جھکتا ہے دلِ ہر مظلوم
سب کو ہے تجھ سے سروکار، حسینؑ ابنِ علیؑ

آستاں پر ترے آیا ہے تھی دست، نصیر
ترا دربار ہے دُربار، حسینؑ ابنِ علیؑ

اس پر بھی رہنِ بغض و عداوت ہے آدمی
 صیدِ زبونِ جذبہٴ نفرت ہے آدمی
 مصروفِ حرب و ضرب و ہلاکت ہے آدمی
 خود آدمی کے خون سے لت پت ہے آدمی

چہرے پہ اپنے خونِ رقیقاں ملے ہوئے
 خوئے درندگی میں ہیں انساں ڈھلے ہوئے

سمجھائیے کسے کہ عداوت حرام ہے
 ریمِ نفاق و خوئے کدورت حرام ہے
 اخلاق و آشتی سے بغاوت حرام ہے
 فتنہ ہے ، کفر اور شرارت حرام ہے

اہلِ ستم کو قہرِ خدا کی وعید ہے
 اختیار پر جو ظلم کرے ، وہ یزید ہے

مُسَدَّس
 بیادِ امامِ عالی مقام

اے دوست ! چیرہ دستیِ دورِ جہاں نہ پوچھ
 اس چرخِ فتنہ ساز کی نیرنگیاں نہ پوچھ
 نا مہربانیوں کا سبب ، مہرباں ! نہ پوچھ
 انسان سے عداوتِ عمرِ رواں نہ پوچھ

ہر اک نفس ہے دردِ فراواں لیے ہوئے
 ہر راگنی ہے اک غمِ پہناں لیے ہوئے

عرصہ ہوا ، چلی تھی مخالف کبھی ہوا
اورنگِ سلطنت پہ تھا اک بانیِ جفا
اُس وقت ایک مردِ حق آرا و حق نوا
آیا تھا شیرِ نر کی طرح سُوئے کربلا

جو مصطفیٰ کا نُور، تھا زہرا کا چین تھا
اُس با خدا کا نامِ گرامی ، حسینؑ تھا

ناموسِ لوح ، تاجِ امامت ، چراغِ دین
نُورِ ازل ، فروغِ ابد ، مطلعِ یقین
تنویرِ عرش ، حُسنِ فلک ، زینتِ زمین
باطل ستیز ، حق نگر و صدق آفرین

مصباحِ لطف ، صبحِ کرم ، عزتِ دُجود
رمزِ نماز ، سرِ وفا ، سطوتِ مُجود

جس کو فنا نہیں ، وہ محبت ہے دوستو
دل کو جو گھن لگائے ، وہ نفرت ہے دوستو
غیریت ، اک تسلسلِ وحشت ہے دوستو
انساں وہ ہے ، جو باعثِ راحت ہے دوستو

ہر دل ہے تابشِ صمدیت لیے ہوئے
نُورِ خدا ہے ، مشعلِ وحدت لیے ہوئے

البتہ ، حاکمانِ جفا جو کے رُو برو
قائم رکھ اپنی ہمت و غیرت کی آبرو
رعبِ شمشسی سے کبھی سر جھکا نہ تو
باطل کا سامنا ہو تو کر حق کی گفتگو

دامانِ خسروانِ حق آزار ، پھاڑ دے
جھنڈے زمین پہ اپنی شجاعت کے گاڑ لے

ہیبت سے اُس کی ، چیرِ فلک کو نہیں قرار
 لرزے میں ہے زمین ، تو سکتے میں روزگار
 ہر سانس کو یہ دُھن ہے کہ ڈھونڈے رہ فرار
 یہ حال ، دشمنوں کے ہے سر پر قضا سوار

ہلچل سی اک بپا ہے دلِ جبریلؑ میں
 شعلے بھڑک رہے ہیں دیارِ خلیلؑ میں

ہر اک طرف خروش ہے فریاد و آہ کا
 جو سانس آ رہا ہے ، وہ کانٹا ہے راہ کا
 سکتہ جما ہوا ہے حُسنی سپاہ کا
 کُنبدہ ہے یہ جنابِ رسالتِ پناہ کا

حاضرِ عدو ہے نقدِ دل و جاں لیے ہوئے
 سرمایہٴ حیاتِ پریشاں لیے ہوئے

جانِ کرم ، نگارِ حرم ، قبلہٴ اُمم
 میرِ حیات ، مہرِ بقا ، قاسمِ نِعَم
 سامانِ رُشد ، شاہدِ حق ، احسنُ اللّٰہِ
 تقدیلِ فیض ، شمعِ سخن ، خسروِ قلم

دستِ علیؑ ، حسامِ حسنؑ ، نُورِ مشرقین
 تصدیق و اعتبارِ زمین و زماں ، حسینؑ

اللہ کا مُطیع ، محمدؐ کا لاؤلا
 زہراؑ کا عزم ، زینبؑ و صفّٰی کا آسرا
 واری تھی جس پہ بالی سیکٹہ ، وہ باوفا
 حیدرؑ کو جس کی قوتِ بازو پہ ناز تھا

آواز آ رہی ہے یہ رن میں کچھار سے
 ٹپکے گا آج خون ، رگِ اقتدار سے

غش میں پڑے ہیں عابدِ بیمار، ہائے ہائے
چہرے پہ بے کسی ہے نمودار، ہائے ہائے
تپتی زمین پر ہیں علمدار، ہائے ہائے
زرخے میں ہے بتول کا دلدار، ہائے ہائے

فریاد کس سے ہو ستم روزگار کی
دوش خزاں پہ لاش ہے، فصلِ بہار کی

انے دائے برفردگی باغِ بو تراب
کانٹوں پہ ہیں گلاب، تو نیزوں پر آفتاب
ان کی طرح سے کوئی نہ ہو خانماں خراب
بچے بھی سو رہے ہیں، جواں بھی ہیں محو خواب

زہرا کے گلِ عذار پہ چادر ہے دھول کی
لاشیں پڑی ہیں خاک پر آلِ رسول کی

یہ بے پناہ دُھوپ کی شدت، یہ تشنگی
یہ غم، یہ اضطراب، یہ صدمے، یہ بے کسی
یہ گیسوئے حیاتِ گریزاں کی برہمی
اور اس کے باوجود، یہ جوشِ دلاوری

دل ہے اداس، ہاتھ میں پھر بھی حُسام ہے
اے فاطمہ کے لال! یہ تیرا ہی کام ہے

پھولا پھلا چمن جو ہوا سامنے تباہ
وہ بے کسی کا وقت بھی کیا تھا، خدا گواہ
زینب، و فورِ غم سے ہوئی غرقِ رنج و آہ
تڑپا جو دل، تو سوائے مدینہ اُٹھی نگاہ

بولی کہ اے محمدِ ذی جاہ! المدد
سب کی پناہ، میرے شہنشاہ! المدد

اماں کو میرے غم کی خبر، کیوں نہیں ہوئی
ہم بے کسوں کی سمت نظر، کیوں نہیں ہوئی
فریاد میری دُود اثر، کیوں نہیں ہوئی
میری شبِ الم کی سحر، کیوں نہیں ہوئی

دُشمن کی دسترس میں ترا نُورِ عین ہے
اماں! یہ کوئی اور نہیں ہے، حسینؑ ہے

وقتِ سخن وہ ہیبتِ یزداں کلام میں
پڑ جائے جس سے لرزہ، دلِ خاص و عام میں
اللہ رے یہ صفات کے جوہر، امام میں
سچ ہے کہ انبیاء کا چلن تھا خرام میں

دل میں کماں کا لوچ تھا، خَم دُوالفقار کا
شبیرؑ، شاہکار تھے پروردگار کا

خود دار ہے، جری ہے، شہِ کائنات ہے
اُس کا وجودِ پاک، جمالِ حیات ہے
شہِ پارہٴ صفات ہے، شہِ کارِ ذات ہے
اُس کا قدم زمین پہ مہرِ ثبات ہے

سر اُس کا پائے حشمتِ باطل پہ خَم نہیں
عزمِ حسینؑ، عزمِ رسالت سے کم نہیں

پنچیری کو بازوئے حیدرؑ پہ ناز ہے
حیدرؑ کو، خونِ سبطِ پیغمبرؑ پہ ناز ہے
زینبؑ کو جرأتِ دلِ اکبرؑ پہ ناز ہے
اکبرؑ کو بے زبانیِ اصغرؑ پہ ناز ہے

جریلؑ ہے نثار، نگارِ بتوں پر
نازاں ہے چرخ، جرأتِ آلِ رسولؐ پر

یوم عاشور

آج کا دن، شہِ دل گیر کا دن ہے لوگو
اکبرؑ و اصغرِ بے شیر کا دن ہے لوگو
مظہرِ آیۂ تطہیر کا دن ہے لوگو
آج کا دن، مرے شبیرؑ کا دن ہے لوگو

کون شبیرؑ؟ کئی دن کا وہ پیاسا، شبیرؑ
کون شبیرؑ؟ محمدؐ کا نواسا، شبیرؑ

کون شبیرؑ؟ وہی برتر و اعلیٰ شبیرؑ
کون شبیرؑ؟ وہی سب سے زالا شبیرؑ
کون شبیرؑ؟ وہی گیسوؤں والا شبیرؑ
کون شبیرؑ؟ وہی ناز کا پالا شبیرؑ

وہ جو، آغوشِ رسالت میں پھلا پھولا ہے
جسے بھولے گا یہ عالم، نہ کبھی بھولا ہے

اے دشمنانِ دین و لعینانِ بدِ خصال!
یہ اخترانِ بُرجِ نبوت ہیں، لازوال
ان کو مٹا سکے، یہ کسی کی نہیں مجال
کچھ شرم ہو تو ڈوب مرو بندگانِ مال!

نورِ احد سے دل کو اُجالے ہوئے ہیں یہ
بنٹِ نبیؐ کی گود کے پالے ہوئے ہیں یہ

رُوئے روشن ہے کہ ہے عکسِ جمالِ یزداں
 زلفِ مشکیں ہے کہ خوشبوئے گلِ باغِ جناں
 قدِ موزوں پہ ہے طوبیٰ کی بلندیِ قرباں
 طرزِ رفتار کے صدقے روشِ کون و مکاں

گُفتگو لب پہ جو اللہ غنی آتی ہے
 بوئے انفاسِ رسولِ مدنی آتی ہے

کوئی پیدا نہ ہوا حامیِ دین، اُس جیسا
 کسی سینے میں نہیں عزم و یقین، اُس جیسا
 سجدہ کر پائی کہاں کوئی جبین، اُس جیسا
 ساری دُنیا میں نہیں کوئی حسین، اُس جیسا

رَشکِ صد مہرِ مبین، جلوہ فشانیِ اس کی
 غیرتِ یوسفِ کنعاں ہے جوانیِ اس کی

شمعِ ایوانِ نبی، نورِ حرم، ناصرِ دین
 رونقِ بزمِ حسن، خاتمِ زہراً کا نگین
 وہ مکارم کی اساس اور شرافت کا امین
 چرخِ جس کے درِ اقدس پہ بھکاتا ہے جبین

اس کی درگاہ کا وہ جاہ و حشم ہوتا ہے
 سرِ عقیدت سے شہنشاہ کا، خم ہوتا ہے

مُستندِ عالمِ تخلیق میں ہے جس کا جمال
 جس کا نانا ہے نبیِ نیرِ بُرجِ اجلال
 جس کا بابا ہے علیٰ شیرِ خدا، ماہِ کمال
 ہے فلکِ اُس کی اگر ڈھال، تو خنجر ہے ہلال

رن میں غل ہے کہ چراغِ حرین آتا ہے
 لاؤلا حضرتِ زہراً کا، حسین آتا ہے

مثلِ واعظ نہیں منبر پہ فقط زمزمہ خواں
 زاہدِ خشک کے مانند نہیں سجدہ کُناں
 اُس کے سجدے میں سمٹ آئی ہے رُوحِ ایماں
 سر پہ نیزے پہ ، مگر وردِ زباں ہے ، قرآن

جن کے سجدے تر شمشیر ادا ہوتے ہیں
 اُن کے اندازِ عبادت ہی جُدا ہوتے ہیں

رن میں جب نعرہ زناں شاہ کی سرکار چلی
 سرِ قلم کرتی ہوئی تیغِ شرر بار چلی
 جس طرف کوند گئی شور پڑا ، مار چلی
 رُوح کہتی تھی بدن سے ، کہ مرے یار! چلی

ہیبت ایسی ، کہ جسے دیکھ کے چہرہ فق ہو
 شدت ایسی ، کہ چٹانوں کا کلیجہ شق ہو

انبیا سارے ، شجاعت پہ ہیں اُس کی نازاں
 اولیا اُس کے غلام اور ملائک درباں
 لڑکھڑاتی ہے اسی در پہ فصیحوں کی زباں
 اسی چوکھٹ پہ رگڑتے ہیں جبینیں ، مساطاں

نہ بٹی ہے ، نہ بٹے گی ، نہ کہیں بٹتی ہے
 علم و عرفان کی خیرات ، یہیں بٹتی ہے

اُس کے جلووں سے ہے معمور ، شہستانِ کرم
 اُس کے اک سجدے نے رکھا ہے نمازوں کا بھرم
 اُس کے سر پر شرف و مجدِ علیٰ کا پرچم
 خون سے اُس کے فروزاں ہوئی قندیلِ حرم

زیستِ جولاں ہے اُسی زلف کے پیچ و خم سے
 سانس چلتی ہے سماوات کی اُس کے دم سے

تیغ بُڑاں نے کیا لشکرِ اعدا کو جو صاف
 رُک گئی نبضِ فلک، کانپ اُٹھے شش اطراف
 پڑ گئے قصرِ رعونت کے حصاروں میں شگاف
 گڑ گڑا کر کما اعدا، نے کہ تقصیرِ معاف

ظلمتِ کفر میں، ایماں کی سحر پھوٹ گئی
 ضربتِ فقر سے، شاہی کی کمر ٹوٹ گئی

جانِ زہراً، پیرِ حیدرِ کزار بھی ہے
 ابرِ رحمت بھی ہے وہ، برقِ شرر بار بھی ہے
 آزمائش کی گھڑی ہو، تو مددگار بھی ہے
 پھول اگر بزم میں ہے، رزم میں تلوار بھی ہے

جنگِ جو اس کی شجاعت کی قسم کھاتے ہیں
 درِ شبیر پر افلاک بھی جھک جاتے ہیں

نوکِ شمشیر سے دشمن کا ہوا چاک، لباس
 چھا گئی ہیبتِ حق کفر پہ، بے حد و قیاس
 خود تو موجود تھے، گم ہو گئے سب ہوش و حواس
 تیغ نے کاٹ کے سب رکھ دیئے آشرارِ القاس

اُس نے بھولے سے بھی اوچھا نہ کبھی وار کیا
 ایک ہی ضرب میں دوچار کو فی التار کیا

رفتہ رفتہ یونہی بڑھتی رہی شمشیر کی کاٹ
 دشمنوں کے لیے اُس وقت کوئی گھر تھا، نہ گھاٹ
 ضرب ایسی تھی کہ ہو جائیں صفیں جس سے سپاٹ
 جاں بلبِ دشمنِ جاں، اور یہ تھی لوہا لاٹ

لشکرِ شام کے ہونٹوں پہ ترانے نہ رہے
 ملکِ الموت کے بھی ہوش ٹھکانے نہ رہے

سر پہ زینٹ نے جو سر چوم کے باندھی دستار
 صدقے ہونے کو مدینے سے چلی باؤ بہار
 مصطفیٰ نے یہ ادا دیکھ کے چومے رُخسار
 بن سنور کر جو ہوا دُلُڈِلِ حیدر پہ سوار

شور اُٹھا کہ گلِ باغِ بتول آتا ہے
 مرجا! دینِ شہادت کا رسول آتا ہے

بے کسوں اور غریبوں کا سہارا، وہ حسینؑ
 ظالموں کے جو مقابل تھا صفِ آرا، وہ حسینؑ
 حضرتِ فاطمہ کے عزم کا تارا، وہ حسینؑ
 تھا پیہر کو دل و جاں سے بھی پیارا، وہ حسینؑ

اُس کو گلزارِ رسالت کی کلی کہتے ہیں
 ہم عقیدت سے، حسینؑ ابنِ علیؑ کہتے ہیں

رن میں اس شان سے مولا کی سواری آئی
 ڈر تھا ایک ایک کو بس اب میری باری آئی
 یوں لڑائی کے لیے فوج تو ساری آئی
 دل دہلتے تھے کہ مارے گئے، خواری آئی

جن کو کچھ دین سے مطلب، نہ خدا کا ڈر تھا
 اُن کو بس ایک ہی ڈر تھا، جو قضا کا ڈر تھا

جب چلا ابنِ علیؑ بہرِ وغانا زمزمہ خواں
 سر بکف، نعرہ بلب، سوز بدل، شعلہ بجاں
 رُعب سے لشکرِ بدخواہ تھا سرگرم نفاں
 دم بخود، خاک بسر، لرزہ بتن، نوحہ کناں

تیغِ شبیرؑ نے جوہر وہ دکھائے اپنے
 خاک میں مل گئے سفاکِ عدو کے سپنے

کوئی شبیرؑ سا خالق کا پرستار نہیں
 اُمتِ احمدِ مُرسَل کا وفادار نہیں
 لب پہ دعوے ہیں، مگر عظمتِ کردار نہیں
 جرأت و عزم و عزیمت نہیں، ایثار نہیں

گودتا کون ہے، اُڈے ہوئے طوفانوں میں
 کون گھر بار لٹاتا ہے بیابانوں میں

ذات ایسی کہ نہیں جس کا زمانے میں جواب
 اُس کے جد شافعِ محشر، تو پدر علم کا باب
 رُوئے اطہر کی زیارت میں تلاوت کا ثواب
 کشتِ اسلام ہوئی اُس کے لہو سے شاداب

تین ایام کے پیاسے نے بڑا کام کیا
 شاہِ بطحا کے نواسے نے بڑا کام کیا

خود وفا کیش ہے اور درسِ وفا دیتا ہے
 حق پہ آنچ آئے، تو گھر بار لٹا دیتا ہے
 مورِ بے مایہ کو، اقبالِ مہا دیتا ہے
 اپنے منگتوں کو شہنشاہ بنا دیتا ہے

کج کلاہی پہ نہ جا، اس میں دھرا ہی کیا ہے
 درِ شبیرؑ جو مل جائے، تو شاہی کیا ہے

آخری سجدے میں آیا جو وہ اخلاص مآب
 اُٹھ گیا بندہ و معبود کے مابین حجاب
 لڑ گئی حُسنِ حقیقی سے نگاہِ بے تاب
 بڑھ کے جبریلؑ نے تھامی مرے مولا کی رکاب

مصطفیٰؐ جھوم گئے، پیکِ قضا جھوم گیا
 جو بھی بندہ تھا خدا کا، بخدا جھوم گیا

ابن زہراً رُخِ کونین بدل سکتا ہے
 آدمی اُس کے سارے سے سنبھل سکتا ہے
 باندھ کر سر سے کفن، رن میں نکل سکتا ہے
 کفر کو دین کی ضربت سے کچل سکتا ہے

اُس کی ہر آن میں ہے شان مسلمانوں کی
 ذات سے اُس کی ہے پہچان مسلمانوں کی

جھولیاں سب کی عنایات سے دیتا ہے
 مانگنے والے کو وہ لعل و گُہر دیتا ہے
 دیدہ کور کو انوارِ سحر دیتا ہے
 نخلِ اُمید کو بخشش کا ثمر دیتا ہے

ایسے انسان ہی مولا سے بلا دیتے ہیں
 ایسے بندے ہی محمدؐ کا پتا دیتے ہیں

اللہ اللہ وہ الطاف ، وہ اندازِ کرم
 جس کی تعریف سے قاصر ہیں زبان اور قلم
 نام سے جس کے لرزتے ہیں رعونت کے قدم
 مجھ کو ہم شکلِ پیہر کی جوانی کی قسم

گفتگو ایسی کہ جو منہ سے کہا برحق تھا
 ضرب ایسی کہ پہاڑوں کا کلیجہ شق تھا

سیرتِ پاک ، قوانینِ شرافت کا نصاب
 تابناکی میں جہیں ، رُوشِ مر و متاب
 چشمِ حق میں تھی خمِ خانہ وحدت کی شراب
 ہر نظر آپ کی تھی صبر و رضا کا اک باب

بے خودی ایسی کہ بس ارض و سما جھوم اُٹھے
 آدمی کیا ہیں ، فرشتے بخدا جھوم اُٹھے

اُس کی ہر ضرب ہے ظلمت کے لیے برقِ فشاں
 اُس کی تلوار میں ہے جوہرِ عزم و ایقان
 اُس کی ہیبت سے جفاکار ہیں لرزاں، ترساں
 کفر اک ذرّہ ناچیز، تو وہ کوہِ گراں

رشتہ اللہ سے اور اُس کے نبی سے جوڑا
 اپنے کردار سے دشمن کا تکبر توڑا

کربلا کا وہ مجاہد وہ شہیدوں کا امام
 جس کی سطوت سے ہوا زیر و زبر لشکرِ شام
 جس کے در سے کبھی خالی نہ پھرا کوئی غلام
 جو پلائے گا قیامت میں چھلکتے ہوئے جام

وہ سخی، جس کے گھرانے سے ہمیں کیا نہ ملا
 اُس کو پینے کے لیے پانی کا قطرہ نہ ملا

حیف وہ پیاس کے لمحات وہ دریائے فرات
 بوند بھر پانی سے محروم زبانیں، ہیبت
 تشنگی دیکھ کے کہتے تھے مخالف بد ذات
 آپ کچھ غم نہ کریں تیروں کی ہوگی برسات

بہ تو کیا دیکھتے دو روز کا پیاسا تھا حسینؑ
 یہ نہ سوچا کہ محمدؐ کا نواسا تھا حسینؑ

وہ نہ چاہے تو دل آویز فضا ہی نہ رہے
 دیدہٴ حُسن میں یہ برق نگاہی نہ رہے
 ماہ میں نُور نہ ہو، آب میں ماہی نہ رہے
 آنکھ بدلے، تو شہنشاہ کی شاہی نہ رہے

کافروں کو جو مسلمان بنا سکتا ہے
 وہ گداؤں کو بھی سلطان بنا سکتا ہے

ان میں اعجازِ میحاً نفساں آج بھی ہے
 ان کے غصے میں وہی برق، نماں آج بھی ہے
 ان کے ہاتھوں میں زمامِ دو جہاں آج بھی ہے
 ان کی ٹھوکر میں جہاں گزراں آج بھی ہے

دلِ عدو کے تپشِ بغض سے افسردہ ہیں
 مُردہ کہتے ہیں جو ایسوں کو، وہ خود مُردہ ہیں

مفتیِ عشق کا فتویٰ ہے کہ بے نسبتِ تام
 یہ نمازیں، یہ وظیفے، یہ سجود اور قیام
 روزہ و حج و تسبیح، دُرود اور سلام
 عین ممکن ہے، نہ مقبول ہوں بے حُبِ امامؑ

خواہ میری یہ فراست ہے کہ نادانی ہے
 حُبِ اولادِ نبیٰ شریٰ مُسلمانی ہے

بختِ مُخفتہ کو اشارے سے جگا دیتا ہے
 سینہٴ کفر میں ایمان رچا دیتا ہے
 جتنے حائل ہوں حجابات، اٹھا دیتا ہے
 یعنی اللہ سے بندے کو ملا دیتا ہے

دل سے انسان کے ہر کھوٹ نکل جاتی ہے
 اُس کی سرکار میں دنیا ہی بدل جاتی ہے

جس کی رگ رگ میں خلوص اور وفاداری ہو
 جس کی تقریر میں اندازِ نکوکاری ہو
 رُوکشِ ابرِ فلک، جس کی گہر باری ہو
 جو امینِ روشِ رحمت و ستاری ہو

وارثِ منصبِ ابرار وہی ہوتا ہے
 مسندِ فقر کا حق دار وہی ہوتا ہے

ہو گی صف بستہ جو مخلوق ، بہ پیشِ داور
دل دہل جائیں گے ، اُٹھے گا وہ شورِ محشر
ہم گنہ گاروں پہ ہو گی یہ عنایت کی نظر
رحمتِ حق یہ کہے گی ، تمہیں کس بات کا ڈر

چلتی ہے ، جو خدا اور نبیؐ کو مانے
اُسے کیا ڈر ، جو حسینؑ ابنِ علیؑ کو مانے

کربلا تک ہی کہاں شان و وجاہت تیری
دونوں عالم میں ترا نام بڑا ، بات بڑی
لوگ دیکھیں گے یہ اعزاز ترا ، حشر میں بھی
اے ولی ابنِ ولی ، جانِ علیؑ ، سبطِ نبیؐ

بُھوم کر ہم جو سُنائیں گے ترانا تیرا
بخش دے گا تری خاطر ہمیں ، نانا تیرا

مئے عرفاں نہ میسر ہو ، تو پینا بے سُود
مے کشی فعلِ عبث ، ساغر و مینا بے سُود
ناخدا جو نہیں کوئی ، تو سفینا بے سُود
حُبِ شبیرؑ نہ ہو دل میں ، تو جینا بے سُود

پرتوِ جلوہٴ حُسنِ ازلی رکھتے ہیں
دل میں جو حُبِ نبیؐ ، مہرِ علیؑ رکھتے ہیں

جو ترے عشق میں اے ابنِ علیؑ ہیں بے تاب
اُن کے نزدیک نہ آئے گا جہنم کا عذاب
تیرے دامن سے جو لپٹے ہیں بہ چشمانِ پُر آب
وہ نہ ہو پائیں گے محشر میں کبھی خوار و خراب

بھیڑ دیکھیں گے سرِ حشر جو پروانوں کی
لاج رکھیں گے محمدؐ ، ترے دیوانوں کی

محشر میں اجتماع کا یہ اہتمام خاص
 شاید دکھائی جائے گی صورت حسینؑ کی
 کل بھی دلوں پہ راج تھا زہراؑ کے لال کا
 ہے آج بھی دلوں پہ حکومت حسینؑ کی
 اظہارِ حرفِ حق پہ ہیں پہرے لگے ہوئے
 محسوس ہو رہی ہے ضرورت حسینؑ کی
 جو اُن پہ مر مٹا وہی ٹھہرے گا سرخرو
 محشر میں رنگ لائے گی نسبت حسینؑ کی
 رکھتے ہیں اپنی یاد سے آباد میرا دل
 ہے مجھ پہ یہ نصیرِ عنایت حسینؑ کی
 نکلا وہ ذوالجناحِ علم کے جُلوس میں
 کر لو نصیرِ بڑھ کے زیارت حسینؑ کی

www.faz-e-nisbat.weebly.com

بِخُضْرِ سَبِيحِ رَسُوْلٍ اِبْنِ سَيِّدِهِ زَهْرًا بَتُوْلٍ

طاری ہے اہلِ جبر پہ ہیبتِ حسینؑ کی
 اللہ رے یہ شانِ جلالتِ حسینؑ کی
 کٹوا کے سر، گواہی توحید دے گئے
 بے مثل ہے جہاں میں شہادتِ حسینؑ کی
 سونگھی تھی لے کے ہاتھ میں دشتِ بلا کی خاک
 ناناً کے سامنے تھی مصیبتِ حسینؑ
 کرتے قبولِ بیعتِ فاسق وہ کس طرح
 دستِ مہدی پہ تھی بیعتِ حسینؑ کی
 پیشِ نظرِ حصولِ نہ تھا تحت و تاج کا
 تھی ظلم کے خلاف بغاوتِ حسینؑ کی
 نرمی وہی، خلوص وہی، سادگی وہی
 ملتی تھی مصطفیٰؐ سے طبیعتِ حسینؑ کی

وہ معصوم اصغرؑ کی معصوم بچی
 اسی غم کے سکتے میں چرخِ کہن ہے
 لہو میں ادھر تو نہایا ہے اصغرؑ
 ادھر تیرا بابا بھی خونیں کفن ہے
 وہ ننبؑ جو کل تھی مدینے کی مالک
 وہ اب کربلا میں غریب الوطن ہے
 کہا ماں نے اکبرؑ کے قاتل سے ، رک جا!
 شہیدِ محمدؐ ہے ، نازک بدن ہے
 یہ کیوں محوِ گریہ ہے محفل کی محفل
 یہاں کیا کوئی ذکرِ طوق و رس ہے؟
 دکھا دے جھلک اب تو اے ماہِ زہراؑ
 شہِ منظر ، منظرِ انجمن ہے
 کھلے پھول ہیں جس میں زہراؑ کے ہر سو
 محمدؐ کا بھی کیا مہکتا چمن ہے

بکسورتشنہ گانِ کربلا

نہ گل کی تمنا نہ شوقِ چمن ہے
 یہ دلِ حُبِ آلِ نبیؐ میں مگن ہے
 حسینؑ و حسنؑ ہیں وہ پیکر کہ جن میں
 بٹولی نجات ، رسولی چلن ہے
 مرے سر میں سودائے زہراؑ و حیدرؑ
 مرے دل میں عشقِ رسولِ زمن ہے
 تصور میں ہیں میرے سجادؑ و ننبؑ
 نگاہوں میں روئے حسینؑ و حسنؑ ہے
 سیکینہ کی وہ پیاس وہ ضبطِ گریہ
 کہ نہرِ فرات آج بھی نوحہ زن ہے

سلام بحضورِ تشنہ گانِ کربلا

بس اب تو رہتے ہیں آنکھوں میں اشک آئے ہوئے
 زمانہ بیت گیا ہم کو مسکرائے ہوئے
 غمِ حسینؑ کا گھاؤ ہے کس قدر گہرا
 یہ اُن سے پوچھ جو ہیں دل پہ چوٹ کھائے ہوئے
 نبیؐ کے گھر کے اُجالوں کا اب خدا حافظ
 اندھیرے شامِ ستم کے ہیں سر اٹھائے ہوئے
 لگی ہے بھیڑ غم و رنج و درد و کلفت کی
 ہم اپنے دل میں ہیں اک کربلا بسائے ہوئے
 عجیب وقت ہے زہراؑ کے گلِ عذاروں پر
 سیکنہٴ پیاسی ہے ، اصغرؑ ہیں تیر کھائے ہوئے
 یہ ناتوانی ، یہ رستے کی سختیاں سجاؤ !
 چلو گے کیسے بھلا بیڑیاں اٹھائے ہوئے

ستمِ سہہ کے بھی اُن کے تیور نہ بدلے
 وہی تمکنت ہے ، وہی پاپن ہے
 حسین ابنِ زہراؑ کا مکھڑا تو دیکھو
 علیؑ کی وجاہت ، نبیؐ کی بھین ہے
 بہاؤِ غمِ آلِ زہراؑ میں آنسو
 یہ اہلِ مؤدّت کی رسمِ گہن ہے
 ثنا کیجئے کھل کر آلِ عبا کی
 کہ ذکر اُن کا خود آبروئے سُخن ہے
 نہ چھوٹے کہیں اُن کی نسبت کا دامن
 بہت ہی بڑی دولت اُن کی لگن ہے
 نہ کیوں مجھ پر اترائے معجزِ بیانی
 کہ مُنہ میں علیؑ کا لُعبِ دہن ہے
 نصیرِ اب میں کیوں مانگے دُور جاؤں
 یہ میں ہوں ، یہ دروازہٴ پختن ہے

ہم اہل دل ہیں، ہمیں اہل زر سے کیا مطلب
 ہم اپنے شاہِ نجف سے ہیں کو لگائے ہوئے
 نصیر! گلشنِ زہرا کے پیاسے پھولوں کو
 سلام کہتے ہیں آنکھوں میں اشک آئے ہوئے

نمازِ عشق کی یہ طرہی کوئی دیکھے
 حسینؑ سجدے سے اٹھے تو سر کٹائے ہوئے
 شکست دے نہ سکی عزمِ ابنِ حیدرؑ کو
 اجل کھڑی ہے ندامت سے منہ چھپائے ہوئے
 سب خموشی کا پوچھا گیا جو زینبؑ سے
 تو رو کے بولیں کہ ناٹا ہیں یاد آئے ہوئے
 یہ شب کہیں شبِ عاشور تو نہیں لوگو
 اداس چاند ہے تارے ہیں جھلملائے ہوئے
 پلٹ کے آئے نہ اب تک مرے چچا عباسؑ
 سیکینہؑ روتی ہے دستِ دعا اٹھائے ہوئے
 نڈھال کر گئی اصغرؑ کی آخری ہچکی
 حسینؑ خیمے میں آئے کمر جھکائے ہوئے
 بھٹک رہی ہے ابھی تک تلاش میں منزل
 گزر گیا ہے کوئی کارواں لٹائے ہوئے
 وہ حق پرست سرمنزلِ وفا پہنچے
 خدا کی یاد کو زادِ سفر بنائے ہوئے

بجسورِ امامِ عالی مقام سبطِ سید الانام علیہ السلام

تڑپ اٹھتا ہے دل، لفظوں میں دُہرائی نہیں جاتی
 زباں پر کربلا کی داستاں لائی نہیں جاتی
 حسینؑ ابنِ علیؑ کے غم میں ہوں دُنیا سے بیگانہ
 ہجومِ خلق میں بھی میری تنہائی نہیں جاتی
 اُداسی چھا رہی ہے رُوح پر شامِ غریباں کی
 طبیعت ہے کہ بہلانے سے بہلائی نہیں جاتی
 کہا عباسؑ نے افسوس بازو کٹ گئے میرے
 سیکنہ تک یہ مشکِ آبِ یجائی نہیں جاتی
 سنا ہے کربلا کی خاک ہے اکسیر سے بڑھ کر
 یہ مٹی آنکھ میں لینے سے بینائی نہیں جاتی
 جتن ہر دور میں کیا کیا نہ اہلِ شر نے کر دیکھے
 مگر زہر کے پیاروں کی پذیرائی نہیں جاتی

دلیل اس سے ہو بڑھ کر کیا شہیدوں کی طہارت پر
 کہ میتِ ذن کی جاتی ہے، نہلائی نہیں جاتی
 طمانچے مار لو، خیمے جلا لو، قید میں رکھ لو
 علیؑ کے گلہ خوں سے بوئے زہرائی نہیں جاتی
 کہا شبیر نے عباس! تم مجھ کو سہارا دو
 کہ تنہا لاشِ اکبرؑ مجھ سے دفنائی نہیں جاتی
 حسینیت کو پانا ہے تو نکل لے یزیدوں سے
 یہ وہ منزل ہے جو لفظوں میں سمجھائی نہیں جاتی
 وہ جن چہروں کو زینتِ غارِ خاکِ نجف بخشے
 دمِ آخر بھی اُن چہروں کی زیبائی نہیں جاتی
 کوئی بھی دور ہو تو ہی امامِ غم ٹھہرتا ہے
 غمِ شبیر! تیری شانِ یکتائی نہیں جاتی

نصیر! آخرِ عداوت کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں
 کسی بیمار کو زنجیر پہنائی نہیں جاتی

خود کو وہ فوجِ حسینی کا سپاہی سمجھے
جس کا کردار بھی پاکیزہ ہو گفتار کے ساتھ

اُن پہ طاری تھا ترے سامنے اک رعشہ خوف
رقص کرتے تھے جو پازیب کی جھنکار کے ساتھ

اُن کا لہجہ ہے حقیقت میں علیؑ کا لہجہ
بات کرتے ہیں مقابل سے جو تلوار کے ساتھ

کر لیا مصلحتوں نے اُسے پابند ہوں
وقت کیا خاک چلے گا تری رفتار کے ساتھ

دے گئے درس یہ اُمت کو حسینی تیور
سر کو کٹواؤ ، مگر نشہ پندار کے ساتھ

اک سکینہ کے لیے کرب کی سولی پہ چڑھا
دیکھئے ، دار کو عباسؑ علمدار کے ساتھ

یہ بجا تو ہی ہدف تھا سرِ مقتل ، لیکن
دشمنی اصل میں تھی احمد مختار کے ساتھ

بکھورِ تشنہ گانِ کربلا

تذکرہ سنیے اب اُن کا دل بیدار کے ساتھ
ہے جنہیں خاص قرابت شہِ ابرار کے ساتھ

صرف زینبؓ کا وہ خطبہ سر دربار نہ تھا
رُعب حیدرؓ کا بھی تھا جُرأتِ گفتار کے ساتھ

بیڑیاں ، صدمہ ، سفر ، پیاس ، نقاہت ، صحرا
ظلم کیا کیا نہ ہوئے عابدِ بیمار کے ساتھ
ہائے کس طرح وہ بازار سے گزرے ہوں گے

نام تک جن کا نہ آیا کبھی بازار کے ساتھ
ایک کم سن کی وہ تھی سی لحد کیا دیکھی

رو دیئے ہم تو لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

بِخُضُورِ سَيِّدِ الشَّهَادَةِ اِمَامِ حَسِينٍ رَضِيَ

حسینؑ ، زُبْدَةُ نَسْلِ رَسُولِ ، ابْنِ رَسُولِ
 عَلِيٍّ كَ لَأُذَلِّ ، زَهْرًا كَ مَجْهُولِ ، ابْنِ رَسُولِ
 حَسَنٌ حَسِينٌ هِيَ اَبْنَاءُنَا كَ هِيَ مِصْدَاقِ
 كَبِيْرٍ كَا اِنْ كُوْهُرِ اِكْ بَا اَصُوْلِ ، ابْنِ رَسُوْلِ
 رُوَا اِهْرَ اَنْكُھِ سَ اَطْفَالِ اَشْكِ پُرْ سَ كُو
 تَرَّ لِيْ دَلِ عَالَمِ كَلُوْلِ ، ابْنِ رَسُوْلِ
 تَرَا دَجُوْدِ هَ خُوْدِ اَيَّةٌ مِّنَ الْاَيَاتِ
 هَ كَرَبَلَا تَرِيْ شَانِ نَزُوْلِ ، ابْنِ رَسُوْلِ
 اِكْرُ تُوْ دُوْشِ رَسَالَتِ پَ كَهْلِيْنَا چَاهِ
 تُو دِيْنِ رَسُوْلِ بَھِيْ سَجْدَ كُو طُوْلِ ، ابْنِ رَسُوْلِ
 تَرَّ خُلُوْصِ عَمَلِ سَ سَبْقِ نَ سِيْكُھِ سَكِ
 يَ دِيْنِ فَرُوْشِ ، يَ اُجْرَتِ وُصُوْلِ ، ابْنِ رَسُوْلِ

مَرِّ كَ خُوْدِ پَايِيْ بَقَا اُوْرِ اُسَ مَارِ دِيَا
 تُوْنِ كِيَا چَالِ چَلِيْ دُوْشْمَنِ عِيَاْرِ كَ سَاْتِھِ
 بُوْلَ عِبَاَسٌ كَ هَمِ لُوْگِ هِيْنَ مِيْدَااِنِ كَ دِھْنِيْ
 هُوْلِيَااِنِ كَهْلِيْ هِيْنَ چَلْتِيْ هُوْكِيْ تَلُوَاْرِ كَ سَاْتِھِ
 مِيْرَ سَجَاڈَا يَ دُكْھِ كَيْسَ بَھَلَا دُوْ تِيْرَا
 سَخْتِيَااِنِ جَھِيْلِيْسِ سَفَرِ كِيْ ، تَنِ بِيْمَارِ كَ سَاْتِھِ

اَلِ زَهْرًا كَا سُنَا هَ كَ شَا خُوَااِنِ هَ نَصِيْرِ
 اَيَّ مِلْتَ هِيْنَ اِسْ شَاْعِرِ دَرَبَارِ كَ سَاْتِھِ

بجسور امام عالی مقام حسین علیہ السلام

جس کی جرأت پر جہان رنگ و بوسجدے میں ہے
 آج وہ رمز آشنائے سرّ ہو سجدے میں ہے
 ہر نفس میں انشراح صدر کی خوشبو لیے
 منزل حق کی مجسم جستجو سجدے میں ہے
 با نیاز بندگی اللہ کا اک عبد خاص
 حسب حکم فاعبُدوہ و اسجدو سجدے میں ہے
 کیسا عابد ہے یہ مقل کے مُصلیٰ پر کھڑا
 کیا نمازی ہے کہ بے خوف عدو سجدے میں ہے
 اے حسینؑ ابن علیؑ! تجھ کو مبارک یہ عُروج
 آج تو اپنے خدا کے رُو برو سجدے میں ہے

رسول بند نہ کرتے اگر یہ دروازہ
 خدا گواہ ، تو ہوتا رسول ، ابن رسول
 تجھے عدو بھی ملا تو عجیب سفلہ مزاج
 نہ کوئی شرم ، نہ کوئی اصول ، ابن رسول
 یہ قیصری ترے پائے غیور کا دھوون
 یہ سیم و زر ترے قدموں کی دھول ، ابن رسول
 ہے تیرا بیت امامت مرے جنوں کا مطاف
 جبین عجز کا سجدہ قبول ، ابن رسول
 نصیر کو نہ اٹھانا اب اپنی چوکھٹ سے
 بحق فاطمہ زہراؑ بتول ، ابن رسول
 مہک اٹھا ہے نصیر ان کے دم سے باغ جہاں
 حسن حسینؑ ہیں زہراؑ کے پھول ، ابن رسول

در مدحِ شہیدِ کربلاؑ

یوں رن کے درمیاں پسر مرتضیٰؑ چلے
 جیسے ہجومِ کفر میں نورِ خدا چلے
 مقتل میں سرکٹانے کو اہلِ رضا چلے
 پیماں شبِ الست کا کرنے وفا چلے
 بولے حسینؑ ہونہ سکے گا وہ منزل
 اصغرؑ! جو زخمِ تم مرے دل پر لگا چلے
 ہستی بقدرِ فرصت رقصِ شرِ ملی
 تم اس سرائے فانی میں کیا آئے کیا چلے
 گزرا گراں ذرا نہ کڑی دھوپ کا سفر
 شہیرؑ زیرِ سایہِ فضلِ خدا چلے
 زہراؑ کے لاڈلوں کو دُعا دے تُو کربلا
 تُو کیا تھی اور وہ تجھے کیا کیا بنا چلے

ابنِ زہراؑ! اس تری شانِ عبادت پر سلام
 سر پر قاتل آچکا ہے اور تُو سجدے میں ہے
 اللہ اللہ تیرا سجدہ اے شہیدِ مصطفیٰؑ!
 جیسے خود ذاتِ پیغمبر ہو یہو سجدے میں ہے
 یہ شرف کس کو ملا تیرے علاوہ بعدِ قتل
 سر ہے نیزے کی بلندی پر، لہو سجدے میں ہے
 حو حیرت میں ملائک ، دم بخود ہے کائنات
 آج مقتل میں علیؑ کا ماہر و سجدے میں ہے
 تھا عملِ پیرا جو کلا لا تُطغہ پر، وہ آج
 بن کے وَاَسْجُدْ وَاَقْتَرِبْ کی آرزو سجدے میں ہے
 سر کو سجدے میں کٹا کر کہہ گیا زہراؑ کا لال
 کچھ اگر ہے تو بشر کی آبرو سجدے میں ہے

کون جانے ، کون سمجھے ، کون سمجھائے نصیر
 عابد و معبود کی جو گفتگو سجدے میں ہے

اُن منزلوں کو سر کیا آخر حسینؑ نے
 جن منزلوں کو عزم لیے انبیا چلے
 ہے مرقدِ سیکندہ ادبِ گاہِ کائنات
 بے باک اس قدر نہ یہاں پر صبا چلے
 شیرؑ ہے وہ تاجورِ کشورِ عطا
 جس کی گلی میں شاہ بھی بن کر گدا چلے
 ابنِ علیؑ کی مثل نہ دیکھا کوئی سخی
 آئی جو حق پہ آنچ تو کنبہ لٹا چلے
 احسان کوئی مانے نہ مانے حسینؑ کا
 سر پیش کر دیا مگر اُمت بچا چلے
 جی بھر کے رو سکے نہ ترے غم میں اے حسینؑ
 ہم بدنصیب دہر میں کیا آئے کیا چلے
 سُننے کو سیدوں کے مصائب کا تذکرہ
 اصحابِ دردِ جانپ بزمِ عزا چلے
 دکھلا کے خواب میں رُخِ پُر نور کی جھلک
 وہ میرے نمکدے کا مقدر جگا چلے
 گھلنا نہیں حسینؑ و حسنؑ ہیں کہ مصطفیٰ
 کچھ فرق ہو نصیر تو کوئی پتا چلے

مختصر
 فخر المشائخ حضرت سید علی جویری الحسنی
 المعروف داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ

دلِ مایوس کو دیتا ہے سہارا داتا
 ایسا داتا ہے حقیقت میں، ہمارا داتا
 کی مدد حق نے اُسے جب بھی پکارا داتا
 تیری تعلیم کا صدقہ ہے یہ سارا، داتا!
 عین ممکن ہے کہ اللہ مجھے بخش ہی دے
 قبر سے لے کے اُٹھوں نام تمہارا داتا!
 ایک دن منزلِ توحید پہ پہنچائے گا
 آپ کی نسبتِ عالی کا سہارا، داتا!
 آج انوارِ محمدؐ سے فضا ہے جگمگ
 اللہ اللہ، یہ پُر نور، نظارا داتا!

غم دنیا کے جھیلوں سے نکل جاؤں ابھی

مجھ کو کافی ہے ترا ایک اشارا داتا

ہے شب و روز تصور میں زیارت حاصل

سامنے ہے مرے ، دربار تمہارا داتا !

شہرِ لاہور پہ کیوں بارشِ انوار نہ ہو

جلوہ گر ہے کھنسی راجِ دُلا را ، داتا

میرے ہونٹوں پہ اگر نام تمہارا آجائے

لینے آئے مجھے طُوفان میں کنارا داتا !

غوثِ اعظم کے حوالے سے نصیر آیا ہے

اک نظر اس پہ بھی ہو جائے خدارا ، داتا !

مختصر

سید المشائخ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

ہر قدم پر ہمیں بخشے گا سہارا ، داتا

صدرِ ایوانِ ولایت ہے ، ہمارا داتا

کیوں نہ ہو مجھ کو دل و جان سے پیارا ، داتا

زیست بحرِ مُتلاطم ہے ، کنارا داتا

روشنی شمعِ شریعت کی بڑھی ہے تم سے

گلشنِ دینِ متین ، تم نے سنوارا داتا !

دل ہوں انوار سے معمور ، مقدر جاگیں

جس طرف ہو تری رحمت کا اشارا داتا

دیکھئے دیکھئے بس ایک نظر میری طرف

کیجئے کیجئے زحمت یہ گوارا داتا

درمدح

جگر بند حسینؑ و حسنؑ، گل گزارِ بتولؑ و رسولؑ

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ

اک اک ولی رہیں کرمِ غوثِ پاکؑ کا

ہے سب کی گردنوں پہ قدمِ غوثِ پاکؑ کا

منکرِ نکیر کا ہمیں خدشہ ذرا نہیں

پاتے رہے ہیں درس جو ہم غوثِ پاکؑ کا

اللہ آج دینے پہ آیا ہے ، مانگ لو

کھلتا ہے آج بابِ کرمِ غوثِ پاکؑ کا

اُمت کے حق میں اُن کی سفارش، نجات ہے

کرتے ہیں پاس شاہِ اُممؑ، غوثِ پاکؑ کا

معراجِ اُس کی رفعتِ کون و مکان نہیں

ہو گا بلند اور عَلمِ غوثِ پاکؑ کا

بس یہی میری دُعا ہے ، یہی حسرتِ میری

حاضری ہو تری چوکھٹ پہ دوبارا ، داتا !

دلِ بے تاب کی تسکینِ مرے بس میں نہیں

لو سنبھالو ، کہ یہ ہے کام تمہارا ، داتا !

بند کی آنکھ ، درِ پاک پہ جا پہنچائیں

جب بہت دید کی حسرت نے ابھارا ، داتا !

آپ کی چشمِ کرم جس کی طرف اُٹھ جائے

دین و دُنیا میں نہ ہو اُس کو خسارا ، داتا !

پیشواؤں میں نصیرِ اس کی نہیں کوئی مثال

کچھ کسے کوئی ، ہمارا ہے ، ہمارا داتا

مجھ کو نہیں ہے نقشِ سلیمان کی آرزو

ہے لوحِ دل پہ نقش، قدمِ غوثِ پاکؑ کا

ہر مُشرکانہ سوچ کو شرمندگی ہوئی

توحید پر چلا وہ قلمِ غوثِ پاکؑ کا

موقوف صرف نوعِ بشر پر نہیں یہ بات

بھرتے ہیں اہلِ قُدس بھی دمِ غوثِ پاکؑ کا

کچھ غم نہیں مجھے، جو زمانہ خلاف ہے

ہے میرے سر پہ دستِ کرمِ غوثِ پاکؑ کا

طے ہو نصیر! جادہ ہستی کا یوں سفر

پے رو رہوں قدم بہ قدمِ غوثِ پاکؑ کا

در مدحِ

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی الحنفی الحنفی قدس سرہ

سارا عرب، تمام عجم، غوثِ پاکؑ کا

اللہ رے جلال و حشمِ غوثِ پاکؑ کا

اپنی گزر رہی ہے بڑی دھوم دھام سے

رحمت ہے مصطفیٰ کی، کرمِ غوثِ پاکؑ کا

قادر کے ساتھ عبد کا ہوتا ہے انتساب

لیتے ہیں نامِ اس لیے ہم، غوثِ پاکؑ کا

جو کچھ ہے میرے پاس وہ ہرگز مرا نہیں

جو کچھ بھی ہے وہ ہے بہ قسم، غوثِ پاکؑ کا

انسانیت پہ اُن کی عنایات عام ہیں

ہے عاصیوں پہ خاص کرم، غوثِ پاکؑ کا

حق نے دیا وہ مرتبہ خاص آپؐ کو

چوما ہے اولیا نے قدم، غوثِ پاکؑ کا

حضرت السید الشیخ عبدالقادر جیلانی ^{مختصر} قدس سرہ العالی

ہوا سارے جہاں میں بول بالا غوثِ اعظمؒ کا
حقیقت تو یہ ہے رتبہ ہے اعلیٰ غوثِ اعظمؒ کا
شریعت کے گستاخوں میں، طریقت کے دبستان میں
جدھر دیکھو، اُجالا ہی اُجالا غوثِ اعظمؒ کا
رُموزِ معرفت سب منکشف ہو جائیں گے اُس پر
پڑھے گا جو تصوف پر مقالا غوثِ اعظمؒ کا
اُسے ہر شے پہ غلبہ کیوں نہ ہو ساری خدائی میں
سکندر ہے، وظیفہ پڑھنے والا غوثِ اعظمؒ کا
صداقت میں، سخاوت میں، ریاضت میں، عبادت میں
قیامت تک رہے گا بول بالا، غوثِ اعظمؒ کا
بلائے خاک میں ابلیس کے مذموم منصوبے
محافظ بن گیا باری تعالیٰ، غوثِ اعظمؒ کا

ہر سانسِ محوِ سعی و طوافِ تجلیات
اہلِ صفا کا دل ہے، حرمِ غوثِ پاکؒ کا
آتی ہے اُن کے نام سے خوشبوئے مصطفیٰ
ممکن نہیں کہ ذکر ہو کم، غوثِ پاکؒ کا
ہے کس کی شان سب سے جُدا؟ غوثِ پاکؒ کی
ہے ہر دلی پہ کس کا قدم؟ غوثِ پاکؒ کا
اُن کی نظر نے خاک کو اکسیر کر دیا
دیکھا نصیرِ تُم نے کرمِ غوثِ پاکؒ کا؟

جواب اپنا نہیں رکھتی فقیری بھی ، امیری بھی
 زمانے بھر سے ہے عالم نرالا ، غوثِ اعظمؒ کا
 سلامی رات دن دیتی ہیں کرنیں چاند سورج کی
 ہر اک بغداد کا ذرہ ہے پالا ، غوثِ اعظمؒ کا
 طریقِ چشت ہو ، یا سُہروردی ، نقشبندی ہو
 نظر آیا ہمیں ہر سو اُجالا ، غوثِ اعظمؒ کا
 ہوئی تسلیم اہل دل کو ہر سو برتری اُن کی
 ہوا ہر گام پر رُتبہ دو بالا ، غوثِ اعظمؒ کا
 اُنہوں نے جو کہا ، تائیدِ حق سے ہو گیا پورا
 مشیت نے کبھی کہنا نہ نالا ، غوثِ اعظمؒ کا
 اثر ہو گا دُعا میں ، مدعا تیرا بر آئے گا
 مبارک نام ہونٹوں پر ذرالا ! غوثِ اعظمؒ کا
 نبیؐ کا نور ، فیضِ فاطمہؑ کا کیوں نہ ہو وارث
 علیؑ مُرتضیٰ ہے جدِ اعلیٰ ، غوثِ اعظمؒ کا
 نصیرِ ایمان ہے اپنا ، کہ محشر میں دم پُرسش
 ہمارے کام آئے گا حوالا ، غوثِ اعظمؒ کا

مختصر

حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السالی

نظر میں رہتی ہے ہر دم وہ شکلِ نورانی
 مرے نصیب میں ہے عشقِ شاہِ جیلانی
 نظر نظر میں توجہ سے اُن کی ، تابانی
 ہمارے دل میں ہے روشن چراغِ عرفانی
 دُعا یہ ہے کہ طفیلِ نگاہِ غوثِ درّی
 اُٹھے نہ سجدہ ربِّ العلیٰ سے پیشانی
 بالاتفاق ہیں سردار آپ ولیوں کے
 جواب رکھتی نہیں آپ کی جہانبانی
 یہ اُن کے لطف و نگاہِ کرم کا صدقہ ہے
 مسرتوں کی مرے حق میں ہے فراوانی
 قدم بڑھاؤ ! یہ پیرانِ پیر کا در ہے
 بچھا ہوا ہے پئے خلق ، خوانِ روحانی

وہ ہیں خدا کے ، خدا اُن کا ہے ، خدا کی قسم
 بیٹے گی اُن کے اشارے سے ہر پریشانی
 وہ ذات ایسی ، قدم اولیا کی گردن پر
 صفات ایسی ، فرشتوں کو جس پہ حیرانی
 وہ رہنما ہیں ، وہ ہیں دھگیبِ خلقِ خدا
 کرامتوں میں وہ یکتا ، کرم میں لامثنائی
 خدا کا شکر کہ ہیں مہرباں شہِ جیلاں
 نصیر! فکر کوئی ہے ، نہ اب پریشانی

مختصر
 الشیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسینی الحسنی قدس سرہ

اللہ رے کیا بارگہِ غوثِ جلی ہے
 گردن کو جھکائے ہوئے ایک ایک ولی ہے
 وہ ذاتِ گلستانِ رسالت کی کلی ہے
 نورستہ گلِ گلشنِ زہرا و علیؑ ہے
 اولادِ حسنؑ ، آلِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
 بیشک شہِ بغداد ، ولی ابنِ ولی ہے
 سب اُن کی عنایت ہے ، خفی ہے کہ جلی ہے
 ہر رسمِ کرم اُن کے گھرانے سے چلی ہے
 جس دل پہ نظر اُن کی ہو ، وہ روشن و بینا
 اُن کو جو پسند آئے ، وہی بات بھلی ہے
 ہوں نقشِ قدم جس پہ نبیؐ اور علیؑ کے
 اُس در پہ کسی کی نہ چلے گی ، نہ چلی ہے

حضرت السید الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السنی

تُم ہو اولادِ حضرت مرتضیٰ یا غوثِ اعظمؒ
 پیرِ پیراں، اُمت کے مقتدی یا غوثِ اعظمؒ
 آلِ شبیرؒ و شبّرؒ، فاطمہؒ زہرا کے دلبر
 میرا سرمایہ ہے تیری ولایا غوثِ اعظمؒ
 تُم ہی کو دیکھوں گا تُم ہو ابوالقاسم کے پیارے
 تُم ہی پنچاؤ میری التجا یا غوثِ اعظمؒ
 تیری چوکھٹ، تیرے درِ بن نہیں دونوں عالم میں
 کوئی بجا، کوئی بھی آسرا یا غوثِ اعظمؒ
 قدرت نے بخشا ہے تُم کو عجب نورِ آگاہی
 کہہ کر دیکھا ہے میں نے بارہا یا غوثِ اعظمؒ
 آتی ہو جس سے تیری نسبتِ عالی کی خوشبو
 مقبولِ حق ہے وہ حرفِ دُعا یا غوثِ اعظمؒ

اک سلسلہٴ نُور ہے ہر سانس کا رشتہ
 ایمان مرا حُبِ نبیؐ، مرِ علیؑ ہے
 اُس ذات سے شاہی کے قرینے کوئی سیکھے
 وہ ذات کہ جو فقر کے سانچے میں ڈھلی ہے
 مجھ کو بھی محبت ہے بہت، بادِ صبا سے
 کیوں کرنے ہو آخر ترے کوچے سے چلی ہے
 مُشکل ہوئی آسان، لیا نام جو اُن کا
 یورشِ غم و آفت کی مرے سر سے ٹلی ہے
 محشر میں وہی غازہٴ انوار بنے گی
 مٹی ترے کوچے کی جو چہرے پہ کلی ہے
 ہر گام پہ سجدے کی تمنا ہے جیس کو
 یہ کس کا درِ ناز ہے؟ یہ کس کی گلی ہے؟
 جو نُور ہے بغداد کی گلیوں کا اُجالا
 ہر ایک کرن اُس کی مدینے سے چلی ہے
 میں اُن کا ہوں تا حشر نصیر اُن کا رہوں گا
 صد شکر کہ اُن سے مرِ نسبتِ آزیلی ہے

سارے ولیوں نے مانا جس کی شانِ محبوبی کو
 تم ہو وہ محبوب ربِّ العٰلیٰ یا غوثِ اعظمؒ
 میرے جیون کی نیتا ہو رہی ہے نذرِ طُوفان
 حامی ہے کون اس دم تیرے سوا یا غوثِ اعظمؒ
 اُس کی نصرت کو پہنچا ہے وہیں ربّانی لشکر
 صدقِ نیت سے جس نے بھی کہا، یا غوثِ اعظمؒ
 شاہوں کی شاہی کو وہ کس طرح خاطر میں لائے
 جس کے ہونٹوں پر ہو صبح و مسایا غوثِ اعظمؒ
 بھرتے ہو بڑھ کے استعداد سے سائل کی جھولی
 اللہ اللہ یہ اندازِ عطا یا غوثِ اعظمؒ
 شانِ غوثیت میں، نام و نسب میں، فیاضی میں
 سب میں رہ کر تم ہو سب سے جدا یا غوثِ اعظمؒ
 اپنے بیگانے کے شر سے نصیر اب ڈر کا ہے کا
 میرے سر پر ہیں سُلطانِ الوری، یا، غوثِ اعظمؒ

حضرت الشیخ السید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السّامی
 بحضور

شہنشاہِ ولایت ، خسروِ اقلیمِ رُوحانی
 امامِ الاولیا ، غوثِ الوری ، محبوبِ سبحانی
 مسلمان کی حیاتِ نو، ہیں مَحی الدینِ جیلانیؒ
 نہ ولیوں میں کوئی ہمسر، نہ پیروں میں کوئی ثانی
 مصیبتِ دُور ہو ، مُشکلِ مٹے ، پیدا ہو آسانی
 اگر ہو مائلِ رحمت ، تمہاری لطفِ سامانی
 جگر بندِ حسنؒ ، نُورِ نگاہِ فاطمہ زہراؑ
 تم از سر تا قدم طاہر ، مقدس اور نُورانی
 تمہارے نام کی اک دُھوم ہے بزمِ ولایت میں
 تمہاری شان بے ہمتا ، تمہاری ذات لاثانی
 تمہاری صورت و سیرت میں رنگِ دُبُوئے احمدؐ ہے
 تمہاری ذات میں شامل رہی تائیدِ یزدانی

تمہارا نام لیوا بہرہ ور ہے دین و دنیا سے
 شہنشاہی سے خوشتر ہے تمہارے در کی دربانی
 تمہارا نام مٹ سکتا نہیں اور اراقِ ہستی سے
 جو لافانی کا بندہ ہو، وہ بن جاتا ہے لافانی
 تمہارا نام ہے اک شمع کی مانند ظلمت میں
 تمہارا کام تھا دینِ محمدؐ کی نگہبانی
 تمہارے سامنے سب اولیائے گردنیں خم کیں
 تمہاری برتری ہر اک نے مانی، سب نے پہچانی
 تمہارے در پہ آکر اک زمانہ فیض پاتا ہے
 عنایت کی نظر مجھ پر بھی ہو یا شاہِ جیلانی
 نصیر بے نوا پر بھی نگاہِ لطف ہو جائے
 ”ترا قائم رہے بغداد اور آبادِ سلطانی“

حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی حَسَنی حَسینی قدس سرہ السامی
 بحضور

محشر میں مغفرت کی خبر غوثِ پاکؒ ہیں
 سب کچھ مرا ہے میرے اگر غوثِ پاکؒ ہیں
 خیرِ الوری کی آل ہیں، مولا علیؑ کے لال
 خیرُ النساء کے نُورِ نظرِ غوثِ پاکؒ ہیں
 گردن پہ ہر ولی کے قدمِ غوثِ پاکؒ کا
 تارے ہیں سب ولی، تو قمرِ غوثِ پاکؒ ہیں
 مایوسیوں میں دل کا اُجالا ہے اُن کا نام
 شہمائے غم میں نُورِ سحرِ غوثِ پاکؒ ہیں
 بغداد محترم ہے دیارِ نبیؐ کے بعد
 اِس میں حضورؐ ہیں، تو اُدھر غوثِ پاکؒ ہیں
 الحاد و زندقہ کو فنا کر کے رکھ دیا
 دینِ مبیں کی فتح و ظفرِ غوثِ پاکؒ ہیں

اُن کے نسب میں نُورِ محمدؐ ہے جلوہ گر
 بے شک حسنؑ کے لختِ جگرِ غوثِ پاکؒ ہیں
 ہیں اولیا کے یوں تو مراتبِ جُدا جُدا
 اِن سب کے سربراہ مگرِ غوثِ پاکؒ ہیں
 قُربتِ خدا سے اور قرابتِ رسولؐ سے
 مہرِ سپہِ نوحِ بشرِ غوثِ پاکؒ ہیں
 کیا خوب ہے نصیرِ یہ مصرعِ امیرؒ کا
 ”اللہ بھی ادھر ہے، جدھر غوثِ پاکؒ ہیں“

۱ حضرت امیرِ بینائی

بکھنور

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
 بہ زبانِ پُربانی

میں تو جاؤں گی واری میں اڑاؤں گی آج کُلّال
 مورے انگنوں میں آئے مَحْمُودِ جیلانی لُج پال
 آدو ساری سکھیاں رل مل گائیں پریم کے گیت
 دن ہے میل ملن کا، کھلیں سیتاں کے دُوارِ دُھال
 اُترے چاند کی صورت مورے انگنوں میں غوثِ جلی
 میں تو کھیلوں گی ہولی، آئے گھر زہرا کے لال
 جن کو کہتی ہے جگ میں دُنیا عبدالقادر میرا
 میں تُو اُجری پری تھی، موہے کر گئے آ کے نہال
 تو را نام چپوں گی، چاہے کر پا سے دیکھ نہ دیکھ
 توری بن کے رہوں گی، صدقہ جھولی میں ڈال نہ ڈال
 جہیں سا اور نہ کوئی تُو ہے بس وہ غوثِ الاغوات
 تھارو نام جیت ہیں، سب پیر و فقیر و ابدال

مختصراً
شیخ المشارق والمغرب، پیران پیر، غوثِ اعظم و سنگیر، محبوب سبحانی
حضرت السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی الحسنى والحسينى رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مورے جگ اُجیارے غوثِ پیا توراً قائم سدا بغداد رہے
زہرا کی آنکھ کا تارا ہے حسنین کا راج دُلا رہے
یہ شہر توراً آباد رہے توراً قائم سدا بغداد رہے
اے ابنِ علیؑ لُج پال ہے تُو محبوبِ خدا کی آل ہے تُو
کچھ رُو حانی امداد رہے توراً قائم سدا بغداد رہے
جو کچھ ہوں بُری ہوں بھلی ہوں میں تیرے ٹکڑوں ہی سے پٹی ہوں میں
تُو شاد رہے، آباد رہے توراً قائم سدا بغداد رہے
سو جان سے میں تجھ پر واری ہونٹوں پہ دُعا ہے یہ جاری
دُکھ درد سے دل آزاد رہے توراً قائم سدا بغداد رہے
دل تورے نگر کا دیوانہ اللہ کرم کچھ فرمانا
کیوں رنج رہے، فریاد رہے توراً قائم سدا بغداد رہے

موری میلی چُنریا، سکھیاں پہنت اُجلے جورے
میں تو پھرت ہوں زردھن اور گھڑی میں سب کی ہے لال
جب سے دلیں کو چھورا، بہتی گلیاں ہی اُجر گئیں
سیاں لوٹ بھی آدو، اب تو بیت گئے ہیں کسو سال
اُن کی دین دیا ہے، مورا دان دھج یہ سگرا
میں تو کچھ بھی نہیں تھی اُوہی کر گئے ہیں مالا مال
پتیم کا سے کہوں میں تُم بن دُکھ پتا یہ اپنی
آئی دُوار پہ تھارے، اب تو کہہ کے جاؤں گی حال
ساچی بات سُنو تُم، من کا بیج تھی ہے یہ نصیر
اُو کا دین دھرم ہے، زہرا و محمدؐ کی آل

جیسے ہر دُکھ میں پاس ہے تُو
 مجھ دُکھیاری کی یاد رہے
 کچھ بھیک عطا ہو رُوحوانی
 تیرا کُوچہ یونہی آباد رہے
 تیرے ہجر میں تھے مجبور سے ہم
 آنکھیں ٹھنڈی، دل شاد رہے
 کچھ فکر نہ ہو دسواس نہ ہو
 بس دل میں تمہاری یاد رہے
 ترے کارن جینا مَرنا ہے
 برباد ہے دل، برباد رہے
 بیشک پیرانِ پیر ہے تُو
 دُکھ درد میں سب کا نصیر ہے تُو

دُکھیاری یہ کیوں ناشاد رہے

تورا قائم سدا بغداد رہے

حضرت میراں مَی اللہین
 الشیخ السید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ
 دی بارگاہِ دہلی

یا غوثَ الاعظمِ جیلانی فیض ترا لاغانی
 تُو دیون گے محشر توڑی تیرے نقشِ نُورانی
 تُوں پنج تن دے گھر دا چانن، تُوں شیخِ حقانی
 حضرت میراں عبدالقادر محبوبِ سُبحانی
 حسبوںِ نسبوں سچا سید، پھلِ باغِ زہرا دا
 صورتِ سیرتِ حسنِ حُسنی، بیٹا شیرِ خدا دا
 تُوں غوثاں قُطبِاں دا والی، ولیاں دا سرمایہ
 نیکاں پاکاں دی وڈیائی، نبیاں دا ہم سایہ
 تیرے دروازے تے آکے سب نے سیس نوایا
 ناں تیرا ہر پیر نے چَپیا، تینوں رب وڈیایا
 درسِ دِتا توحید دا جگ تُوں، کفر تے شرک مٹایا
 قرآنی تعلیم تے چل کے، سُنّت تُوں اپنایا

حضرت میراں! تیرے دَر تے میں ایسہ لکھیا پایا
 اُس کھویا، جو دُور کھلویا، اُس پایا، جو آیا
 ہر کارے را مردے باشد، ہر مردے را کارے
 مُنکر پانی پانی ہوں، عاشق لین نظارے
 کرن بخیلی اہل ظاہر، آکھے رب تعالیٰ
 میں جس نُوں جو چاہواں دیواں، مُنکر دامنہ کالا
 حشر دہاڑے کم آوے گا ایسہ مضبوط حوالا
 حُبِ نبی تے مر علیؑ دی تُوں بخشی جو مالا
 تیری مر عنایت ورنہ میں کوجھا کس کم دا
 پاویں خیر غریب نوازا! کھولیں باب کرم دا
 تُوں آقا! تُوں صاحب سائیں! میں بانڈی آں دردی
 تُوں تاجاں تے تختاں والا، میں گولی میں بردی
 سوسو وار میں تھیواں صدقے، لکھ لکھ واری، واری
 اِس محبوبی شان تری تُوں خلقت ہے بلہاری
 یکسر محو دلاں تھیں ہوئی حسرت باغِ اِرم دی
 لے آئی در تیرے شاہ کھچ کے آس کرم دی

سانوں وچ فقیری بچدے کپڑے ساوے سو ہے
 جیلانی رنگ آزلوں ملیا، کیوں جاییے ہر بُو ہے
 خالی دَر تُوں موڑ نہ سبھا دے خیرات حُسن دی
 بے شک تیرے ہتھ پھڑائی، رب نے دُور زمن دی
 نانا تیرا پاک محمدؐ مالک بحر تے بر دا
 دادا تیرا حیدرؐ فاتح بدر آتے خیبر دا
 خُلق پیبیر دا تُوں اپنی رگ رگ وچ رچایا
 بُریاں نال کریمی کیتی، مندیاں نُوں گل لایا
 حضرت میراں! تیرے دَر دا ہے دستور نرالا
 ہر کوئی پاوے فیض برابر کیہ ادنیٰ، کیہ اعلیٰ
 تیرا بحر عنایت جس دَم موج اپنی تے آوے
 ہر قطرے نوں بحر بناوے، ہر ذرہ رشناوے
 ساڈی اے سرورتی کوئی نمتے یا نہ نمتے
 غم دے شوہ وچوں توں لادیں پل وچ بیڑا بنے
 بخشیں دین ایمان، تحفظ، عزت تے خوشحالی
 سبھا تیرے دَر تے آکے ماگت مڑے نہ خالی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی چادر

الہی! سر پہ رہے دستگیر کی چادر
 کہ پردہ پوش ہے پیرانِ بیڑ کی چادر
 نظر میں ہے شہِ گردوں سریر کی چادر
 زہے نصیب، سلی دستگیر کی چادر
 شریکِ عرسِ مبارک ہوئے ہیں اہلِ صفا
 زمانہ دیکھ لے غوثِ کبیر کی چادر
 جسے حسینؑ و حسنؑ سے نبیؐ سے نسبت ہو
 وہ آ کے دیکھے جنابِ امیرؑ کی چادر
 متاعِ کون و مکاں تار تار میں ہے نہاں
 ردائے فقر و ولا ہے فقیر کی چادر

اسیں و چارے کرماں مارے، تُوں کرماں دا والی
 اسیں کنگال غریب نمائے، تیریاں شانناں عالی
 اسیں ایانے، کوچھے، ککلی، تُوں سلطانِ حُسن دا
 لُج پالا لُج پالیں ساڈی، تُوں لُج پال زَمَن دا
 تُوں لُج پال پیرتاں والا اسیں غریب نمائے
 جسے نہ جانیں تُوں لُج پالا سانوں کون سیانے
 تُوں کنعانِ فقر دا یوسف اسیں قدیمی بردے
 سخیاں دے گھر تھوڑ نہ کائی نظر کرم دی کردے
 خیر جنابوں پاویں سخیا پُر کر دیویں کاسہ
 ایس نصیر ترے لئی شاہا! ہو نہ کوئی پاسہ

ادب سے لوگ چھوئیں، پھر لگائیں آنکھوں سے
یہ ہے رسولِ خدا کے وزیر کی چادر
نگاہ و دل ہیں حقیقت کے نور سے روشن
کہ ہے یہ مُرشدِ روشن ضمیر کی چادر
ہمیں نصیب زیارت ہے، اے خوشا قسمت!
کھڑے ہیں سر پہ لیے، اپنے پیر کی چادر
خلوصِ دل سے وہ لایا ہے نذر کرنے کو
قبول کیجئے اپنے نصیر کی چادر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
حضورِ

شاہِ بغداد! سدا بول ہے بالا تیرا
کیوں نہ ہو، صاحبِ معراج ہے بابا تیرا
پرتوِ سورۃ لیس، لب و لہجہ تیرا
ایک شہ پارہٴ تطہیر ہے چہرا تیرا
نبوی صو، علوی رنگ، بثولی عفت
حسنی اور حسینی ہے سراپا تیرا
جوہرِ شبر و شبیر سے پا کر ترکیب
ہو گیا کیا نسبی رنگ دو بالا تیرا
چھپ گئے سامنے اُس کے عرفا، مثلِ نجوم
مطلعِ فقر پہ خورشید جو چکا تیرا
یوں تو سب اہلِ ولایت نے مراتب پائے
پر کسی شخص نے پایہ نہیں پایا تیرا

پا سکا تیرے سوا کون مقامِ مخدع
 تجھ سے مخصوص ہے یہ رُتبہ اعلیٰ تیرا
 کر گیا ماند ولایت کے درخشاں سب چاند
 لاڈلا یہ پسر اے سیدہ زہرا ! تیرا
 عمد تک تیرے نہیں تیرا تصرف محدود
 سچ تو یہ ہے کہ ہر اک عمد ہے شاہا تیرا
 قصرِ آفضال کے أبواب ہوئے دا تجھ پر
 نافذ و رائج دارین ہے رسکے تیرا
 کون سے سلسلہ کو تُو نے مُعطر نہ کیا
 کون سے گلگدہ میں روپ نہ جھلکا تیرا
 قربتِ ذات میں ہے تیرا قیام اور مُجود
 عرش کی پاک فضائیں ہیں مُصلّے تیرا
 ذہنِ تیرہ پہ اُترتی ہے ستاروں کی برات
 کبھی لاتا ہوں تصوّر میں جو مکھڑا تیرا
 رنگ والوں کے بھی رنگ اُڑ گئے تیرے آگے
 ذاتِ بے رنگ نے وہ رنگ جمایا تیرا

تُو ولایت کا وہ دُولما ہے کہ باعجز و نیاز
 اولیاء پڑھتے ہیں ہر دور میں سہرا تیرا
 اصفیاء ہیں تری غوثیتِ کبریٰ کے مُقَر
 ہمہ اقطابِ جہاں دیتے ہیں پیرا تیرا
 حُسن میں ، علم و جلالت میں ، مسیحا میں
 کوئی ثانی نہیں اے دلبرِ زہرا ! تیرا
 جان و دل وارتی اے یوسفِ یعقوبِ عرب
 دیکھ پاتی جو زلیخا رُخِ زیبا تیرا
 دیکھ کر سیدِ لولاک کا اندازِ جمال
 انبیاءِ چوم نہ لیں حشر میں ماتھا تیرا
 جُنُبشِ لب سے ہے أبوابِ اجابت کی کُشاد
 رد نہیں کرتی مشیت بھی تقاضا تیرا
 اُس نے مخمور کئے بادہ کشانِ وحدت
 کاسہ وصل سے اک گھونٹ جو چھلکا تیرا
 جو کہا تُو نے وہ مأمور مِن اللہ ہو کر
 اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا

جادۂ رُشد ، ترے شر کی ایک ایک گلی
 حلقہ فیض ، وہ درس اور وہ افتا تیرا
 ابدیت کی علامت ہے ترا نُورِ جبیں
 جلوۂ ذات کا آئینہ ہے جلوا تیرا
 تُو نے تاریکی طاغوت کا دل چیر دیا
 ابنِ زہراً ! یہ تدبیر ، یہ کلیجہ تیرا
 بندہ قادر کا ہے تُو اور ہے قادر کو دوام
 ہم رہیں یا نہ رہیں ، نام رہے گا تیرا
 کچھ ملائک بھی ہیں قدرت کی طرف سے مأمور
 کوہِ شہرت پہ بجاتے ہیں جو ڈنکا تیرا
 تاجداروں کا تصرف ہے زمیں تک محدود
 سرزمینِ دلِ انساں پہ ہے قبضہ تیرا
 لرز اُٹھتے ہیں سلاسل کے سینے سارے
 قادریِ اوج پہ چڑھتا ہے جو دریا تیرا
 بخدا ملکِ ولایت میں رسالت کے بعد
 حشر تک کا جو زمانہ ہے ، وہ تنہا تیرا

وہ مُقدّر کے دھنی تھے کہ جنہوں نے پایا
 دل نشیں عمد ، وہ اک دور سُنہرا تیرا
 باعثِ فخر ہے عاقل کے لیے تیرا بُنوں
 پاک ذہنوں کے لیے رزق ہے سودا تیرا
 میں غلام اور تُو آقا ، میں سوالی ، تُو کریم
 طے ازل میں ہوا رشتہ یہی ، میرا تیرا
 محکم پر شمع کی تُو ، پھیر دے طوفان کا رخ
 سگ لڑے شیر سے ، پائے جو اشارا تیرا
 تُو ہے اُمت کا وہ نوشاہ کہ اقطابِ جہاں
 جھولیاں بھرنے کو گاتے ہیں بدھاوا تیرا
 تھا دلِ ارض میں پامالیِ بہیم کا ملال
 مُہرِ اعزاز بنا نقشِ کفِ پا تیرا
 کیوں نہ بیٹھے وہ ترے در پہ رما کر دھونی
 جس کا سرمایہ ہو لے دے کے بھروسا تیرا
 سخت اُس کا ہے ، کرم اُس پہ ہے ، تو قیر اُس کی
 جس کی نظروں میں ہو دربارِ مُعطل تیرا

حیف صد حیف کہ کچھ پست نظر، پست اندیش
 اِس پہ کڑھتے ہیں کہ اُونچا ہے ستارا تیرا
 دستِ مشاطہ قدرت نے سنوارا ہے تجھے
 لاکھ سرمارے ، بگاڑے گا کوئی کیا تیرا
 تجھ کو کیا فکر ، کوئی تیرا بنے یا نہ بنے
 شاہِ بطحا ترے ، اللہ تعالیٰ تیرا
 روک سکتا ہے اُبھرنے سے کوئی سورج کو؟
 ایک چڑھتا ہوا خورشید ہے چرچا تیرا
 دو سفینوں میں بیک وقت سفر، ناممکن
 یا تو دُنیا کا رہے بن کے کوئی ، یا تیرا
 ساتھ رہتی ہے سدا تیرے تعاون کی برات
 نام لیوا کبھی رہتا نہیں تنہا تیرا
 جسیم اعمال برہنہ ہے ، خُدارا اِسے ڈھانپ
 کہ خطا پوش ہے دامنِ مُعظا تیرا
 گھیر رکھا ہے مجھے بھی شبِ رُسوائی نے
 میں بھی ہوں منتظر اے صُبحِ تجلّا تیرا

کیوں فرشتے نہ ستاروں سے بھریں مانگ اُس کی
 وہ سُہاگن ، جسے آجائے بلاوا تیرا
 اپنے کُوچے میں جگہ دے کہ نہ جائے گا کہیں
 تیرے در سے یہ نمک خوار پُرانا تیرا
 میرے نزدیک ، نہیں یہ کسی اعزاز سے کم
 گر کہیں لوگ مجھے بندۂ رُسوا تیرا
 جس پہ ہو جاتے ہیں مخلوق کے دروازے بند
 کھٹکھٹاتا ہے وہ آخرِ دیرِ والا تیرا
 سبز گنبد کی تجلی سے ہے اُس کا رشتہ
 کیوں نہ پھر مہبطِ انوار ہو روضہ تیرا
 قبر ہو ، حشر ہو ، یا پل ہو کہ میزانِ عمل
 ہم غلاموں کے سروں پر رہے سایہ تیرا
 وہ بھٹکنے نہیں پاتا کبھی راہِ حق سے
 سامنے جس کے رہے اُسوۂ علیا تیرا
 کیفِ نظارہ سے محروم ہے چشمِ اعلیٰ
 جس کے پاس آنکھ ہے تکتا ہے وہ رستہ تیرا

مختس در مدح
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آستاں ہے یہ کس شاہِ ذیشان کا، مرجبا مرجبا
قلب ہیبت سے لرزاں ہے انسان کا، مرجبا مرجبا
ہے اثر بزم پر کس کے فیضان کا، مرجبا مرجبا
گھر بسانے مری چشم ویران کا، مرجبا مرجبا

چاند نکلا حسن کے شبستان کا، مرجبا مرجبا

سر کی زینت عمامہ ہے عرفان کا، مرجبا مرجبا
جُبَّہ تن پر محمدؐ کے احسان کا، مرجبا مرجبا
رنگ آنکھوں میں زہرا کے فیضان کا، مرجبا مرجبا
رُوپ چہرے پہ آیاتِ قرآن کا، مرجبا مرجبا

سج کے بیٹھا ہے نوشاہ جیلان کا، مرجبا مرجبا

جس نے دُنیا میں کما غوث ہیں میرے میرے
وہ قیامت میں بھی کملائے گا تیرا تیرا
مخت جاگا، جو تجھے خواب میں دیکھا اک بار
کیا مُقدّر ہے کہ جلوہ نظر آیا تیرا
عقل دی، علم دیا، نام دیا، نسبت دی
مجھ سے ناچیز پہ احسان ہے کیا کیا تیرا
تیر بیکار ہے، گر ساتھ نہ دے زورِ کماں
نام میرا ہے، مگر کام ہے سارا تیرا
جس نے کھائی ہے ترے نام پہ مٹنے کی قسم
ہے نصیر ایک وہ باقاعدہ شیدا تیرا
گر نصیر اہلِ ستم پنچہ تو برتابند
ہرگز از دست مدہ دامنِ آلِ ذاتے را

بزم کون و مکاں کو سجایا گیا ، آج صلّی علی
سائباں رحمتوں کا لگایا گیا ، آج صلّی علی
انبیا اولیا کو بلایا گیا ، آج صلّی علی
ابنِ زہرا کو ڈولہا بنایا گیا ، آج صلّی علی

عُرس ہے آج محبوبِ سبحان کا ، مرجبا مرجبا

آسماں منزلت کس کا ایوان ہے ، واہ کیا شان ہے
آج خَلقِ خدا کس کی مہمان ہے ، واہ کیا شان ہے
لَا تَخَفْ کس کا مشہور فرمان ہے ، واہ کیا شان ہے
بالیقیں وہ شہنشاہِ جیلان ہے ، واہ کیا شان ہے

حق دیا جس کو قدرت نے اعلان کا ، مرجبا مرجبا

ہر طرف آج رحمت کی برسات ہے ، واہ کیا بات ہے
آج کھلنے پہ قُفلِ مُہمّات ہے ، واہ کیا بات ہے
چار سُو جلوہ آرائی ذات ہے ، واہ کیا بات ہے
کوئی بھرنے پہ کَشکولِ حاجات ہے ، واہ کیا بات ہے

جاگنے کو مُقَدّر ہے انسان کا ، مرجبا مرجبا

کوئی محوِ فغاں ، کوئی خاموش ہے ، اب کسے ہوش ہے
سازِ مُطرب کی لے نغمہ بردوش ہے ، اب کسے ہوش ہے
عقلِ حیرت کے پردے میں رُوپوش ہے ، اب کسے ہوش ہے
بزم کی بزمِ مستی در آغوش ہے ، اب کسے ہوش ہے

پی کے ساغرِ علیؑ کے خُمستان کا ، مرجبا مرجبا

کیا حسین منظرِ جود و اِکرام ہے ، دعوتِ عام ہے
اہلِ دل کی نظرِ مستی آشام ہے ، دعوتِ عام ہے
حشر تک مُدّتِ گردشِ جام ہے ، دعوتِ عام ہے
دستِ جبریلِ مصروفِ اطعام ہے ، دعوتِ عام ہے

کھاؤ صدقہ علیؑ شاہِ مردان کا ، مرجبا مرجبا

شمعِ توحیدِ دل میں جلا کر پیو ، دل لگا کر پیو
شاہِ بطحا کی خیرات پا کر پیو ، دل لگا کر پیو
نغمہٴ کاسۂ وصلِ گا کر پیو ، دل لگا کر پیو
آنکھ مہرِ علی سے بلا کر پیو ، دل لگا کر پیو

خود پلانے پہ ساتی ہے جیلان کا ، مرجبا مرجبا

ہے عجب حُسن کا بانگِیں سامنے، اک چمن سامنے
اہلِ تطہیر ہیں خیمہ زن سامنے، پنچتن سامنے
ہے یہ رُوئے حُسن کی پھبن سامنے، یا حُسن سامنے
جلوہ فرما ہیں غوثِ زمن سامنے، ضوِ گلن سامنے

دیکھئے کیا بنے چشمِ حیران کا ، مرحبا مرحبا

گلشنِ مصطفیٰ کی پھبن اور ہے ، یہ چمن اور ہے
شاہِ ابرار کی انجمن اور ہے ، یہ چمن اور ہے
بُوئے گلستہ پنچتن اور ہے ، یہ چمن اور ہے
شانِ آلِ حسین و حُسن اور ہے ، یہ چمن اور ہے

سرمئی رنگ ہے اس گلستان کا ، مرحبا مرحبا

نفر کی سلطنت طرفہ سامان ہے ، رحمت ایوان ہے
اس کے زیرِ نگیں قلبِ انسان ہے ، بحرِ عنوان ہے
کس کا دستِ نظر کا سہ گردان ہے ، عقلِ حیران ہے
اک ولی زیب اور نگِ عرفان ہے ، واہ کیا شان ہے

سرمجکے ہے یہاں میر و سلطان کا ، مرحبا مرحبا

ہر گھڑی مہرباں ذاتِ باری رہے ، فیض جاری رہے
خاکِ بوسی پہ باؤ بہاری رہے ، فیض جاری رہے
عالمِ کیف میں بزمِ ساری رہے ، فیض جاری رہے
نیخودی تیرے مستوں پہ طاری ہے ، فیض جاری ہے

مینہ برستا رہے تیرے احسان کا ، مرحبا مرحبا

عرشِ اسرار تک جس کی پرواز ہے ، طرفہ انداز ہے
علمِ لاہوت کا حاصل اعزاز ہے ، طرفہ انداز ہے
زہد و تقویٰ میں یکتا و ممتاز ہے ، طرفہ انداز ہے
آبروئے چمن قامتِ ناز ہے ، طرفہ انداز ہے

پیرِ مہرِ علی قطبِ دوران کا ، مرحبا مرحبا

گوڑے کی زمیں کتنی مسعود ہے ، خطہِ جُود ہے
ابنِ مولا علیؑ جس میں موجود ہے ، خطہِ جُود ہے
کیا حسین منظرِ شانِ معبود ہے ، خطہِ جُود ہے
ہر ایازِ اس کا ہمدوش محمود ہے ، خطہِ جُود ہے

اوج پایا ہے برہمیں و کیوان کا ، مرحبا مرحبا

تیرے دیوانے حاضر ہیں سرکار میں، آج دربار میں
 سر جھکائے جناب گنہگار میں، آج دربار میں
 بن کے سائل تری بزم انوار میں، آج دربار میں
 یوسفِ مصرِ دل تیرے بازار میں، آج دربار میں

جشن ہے کیا دل افروز عرفان کا، مرحبا مرحبا

در بدرِ مفت کی ٹھوکریں کھائے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں
 مانگنے کوئے اغیار میں جائے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں
 اُسکے ناموسِ غیرت پہ حرف آئے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں
 دل قناعت کی صُوسے نہ چکائے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں

جو نمک خوار ہو پیرِ پیران کا، مرحبا مرحبا

شاہِ جیلاں کی چو کھٹ سلامت رہے، تا قیامت رہے
 نقشِ پا کا چمن پُر کر امت رہے، تا قیامت رہے
 خلعتِ اجتبابِ قیامت رہے، تا قیامت رہے
 سر پہ ولیوں کا تاجِ امامت رہے، تا قیامت رہے

سلسلہ غوثِ اعظم کے فیضان کا، مرحبا مرحبا

وارثِ خاتمِ المرسلین آپ ہیں، بالیقین آپ ہیں
 قصرِ زہرا کا نقشِ حسین آپ ہیں، بالیقین آپ ہیں
 دینِ برحق کے موحی و مُعین آپ ہیں، بالیقین آپ ہیں
 بزمِ عرفان کے مسند نشین آپ ہیں، بالیقین آپ ہیں

ہر ولیِ طفل ہے اسِ دبستان کا، مرحبا مرحبا

مظہرِ ذاتِ ربِّ قدیر آپ ہیں، دستگیر آپ ہیں
 کاروانِ کرم کے امیر آپ ہیں، دستگیر آپ ہیں
 شاہِ بغدادِ پیرانِ پیر آپ ہیں، دستگیر آپ ہیں
 اسِ نصیرِ حزیں کے نصیر آپ ہیں، دستگیر آپ ہیں

کوئی ہمسر نہیں آپ کی شان کا، مرحبا مرحبا

شب کی تاریکی میں تہادست بستہ اشک بار
 حاضرِ بابِ عطا بغداد کی سرکار ہے
 دن کو مصروفِ عبادت شام کو سرگرمِ ذکر
 شب کو محوِ التجا بغداد کی سرکار ہے
 اولیا کے ساتھ اطلاقِ ولایت میں شریک
 شان میں سب سے جدا بغداد کی سرکار ہے
 علم و حکمت میں علیؑ مولیٰ کا سجادہ نشین
 رازدارِ ہل اتسی بغداد کی سرکار ہے
 کیا نبوت کے جہانوں میں ہے ذاتِ مصطفیٰ
 فقر کی دُنیا میں کیا بغداد کی سرکار ہے
 جہل کی بجز میں کو جس نے جل تھل کر دیا
 علم کی ایسی گھٹا بغداد کی سرکار ہے
 قُدرتیں پائیں، مگر قُدرت پہ اترایا نہیں
 شرحِ تسلیم و رضا بغداد کی سرکار ہے
 ہاتھ اُٹھتے تھے مگر مولیٰ کی مرضی دیکھ کر
 واقفِ سرِّ دُعا بغداد کی سرکار ہے

درمدحِ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ

حق ادا و حق نثما بغداد کی سرکار ہے
 کیا تجھے بتلاؤں، کیا بغداد کی سرکار ہے
 مرجعِ اہل صفا بغداد کی سرکار ہے
 سربراہِ اولیا بغداد کی سرکار ہے
 اتباعِ اُسوۃ خیر الوری میں عمر بھر
 پیکرِ خوفِ خدا بغداد کی سرکار ہے
 جس کی حق گوئی سے اہل شرک و بدعت کانپ اُٹھے
 ترجمانِ توحید کا بغداد کی سرکار ہے
 میری تیری حمد میں حرص و غرض بھی ہے شریک
 لائقِ حمدِ خدا بغداد کی سرکار ہے
 قاضی الحاجات کے در پر رہا جو سجدہ ریز
 عجز کی وہ انتہا بغداد کی سرکار ہے

دین کو کس نے کیا زندہ جب اٹھا یہ سوال
 کہہ اٹھی خلقِ خدا بغداد کی سرکار ہے
 ذاتِ باقی پر مٹا کر اپنی فانی ذات کو
 دھر میں نقشِ بقا بغداد کی سرکار ہے
 منبعِ حُبِ نبی، سرچشمہٴ مہرِ علی
 وارثِ آلِ عبا بغداد کی سرکار ہے
 انبیا کو ناز جس پر، اولیا کو جس پہ نخر
 صاحبِ بختِ رسا بغداد کی سرکار ہے
 جس کے ہاتھوں پر ہوئیں ظاہر کراماتِ کثیر
 حیرتوں کی انتہا بغداد کی سرکار ہے
 عقلِ ظاہر جس کی چوکھٹ پر گر گرتی ہے جہیں
 ایسی قدرتِ آزما بغداد کی سرکار ہے
 عبدِ قادر ہے مگر قادر نے وہ بخشا مقام
 مرکزِ رُشد و ہدٰی بغداد کی سرکار ہے
 آج بھی پاتے ہیں اربابِ طلب در پردہ فیض
 کیا عطا کا سلسلا بغداد کی سرکار ہے
 جس کی صورت دیکھنے سے یاد آجائے خدا
 ایسا عبدِ حق نما بغداد کی سرکار ہے

اُونچے اُونچوں نے سر آنکھوں پر لیا جس کا قدم
 وہ انوکھا پیشوا بغداد کی سرکار ہے
 جو خدا کا نام لے کر شرک سے نکل گئے
 کربلا والے ہیں یا بغداد کی سرکار ہے
 پیر تیرا کون ہے محشر میں جب پوچھا گیا
 میں نے برجستہ کہا بغداد کی سرکار ہے
 نقشبندی سہروردی ہوں کہ چشتی سب کے سب
 مقتدی ہیں، مقتدی بغداد کی سرکار ہے
 وعظ فرماتا رہا منبر پہ جو چالیس سال
 وہ خطیبِ حق نوا بغداد کی سرکار ہے
 برسرِ منبر تکلم سن کے بول اُٹھتے عرب
 ہیں علیؑ یا لب کشا بغداد کی سرکار ہے
 چاہنے والوں کے دل میں آنکھ میں ادراک میں
 جلوہ فرما جا بجا بغداد کی سرکار ہے
 دل نے پوچھا کون ہے ولیوں سے رُتبے میں بڑا
 غیب سے آئی ندا بغداد کی سرکار ہے
 کیا بگاڑے گی ترا سر مار لے دُنیا نصیر
 پشت پر تیری سدا بغداد کی سرکار ہے

تمہارے نام پہ مٹتے رہیں گے دیوانے
 نہ مٹ سکے گا تمہارا اثر، غریب نواز!
 جنہیں نصیب گدائی تمہارے در کی ہے
 غنی رہیں گے وہی عمر بھر، غریب نواز!
 وہ کم نظر ہیں نہ دیکھیں تمہیں جو اُلقت سے
 وہ بے بصر ہیں، اُنہیں کیا خبر، غریب نواز!
 بہ فیضِ حضرتِ پیرانِ پیر و آلِ عبّا
 تمہارے سائے میں ہے، گھر کا گھر، غریب نواز!
 ذہے نصیب، دو گونہ عُروج حاصل ہے
 ادھر مرے شہِ جیلان، ادھر غریب نواز!
 خبر نہیں کہ غریبوں کا حشر کیا ہوتا
 خدا تمہیں نہ بناتا اگر ”غریب نواز“
 تمہارے در سے قیامت ہی اب اُٹھائے گی
 یہاں سے جائیں تو جائیں، کدھر غریب نواز!
 مرے مذاقِ طلب کی بھی لاج رہ جائے
 یہ منحصر ہے کرم آپ پر، غریب نواز!

مختصراً
 جگر گوشہٴ بتول، عطائے رسول، سلطانُ المند، غریب نواز
 حضرت سید معین الدین حسن چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز

ادب سے عرض ہے با چشمِ تر غریب نواز!
 ادھر بھی ایک اُچھتی نظر، غریب نواز!
 مرے جُنوں میں ہو تم مُستتر غریب نواز!
 مرا جُنوں ہے تمہاری خبر، غریب نواز!
 بہت دنوں سے ہے ذوقِ سفر، غریب نواز!
 نگاہِ شوق میں ہے رگزر، غریب نواز!
 جنہیں ہوس ہے اُنہیں سیم و زر، غریب نواز!
 ادھر تو صرف کرم کی نظر، غریب نواز!
 نوازیئے مجھے جلدی نوازیئے خواجہ
 نہ دیکھے مرے عیب و ہنر، غریب نواز!
 معینِ دین، رسالت بھی ہے، ولایت بھی
 کہ مُبتدا ہیں محمد، خبر، غریب نواز!

تمہارے لطف و کرم سے پتا چلا مجھ کو
 نہیں ہے آہ مری بے اثر، غریب نواز!
 سرِ نیاز کو تم نے بلندیاں بخشیں
 کمالِ فخر سے اونچا ہے سر، غریب نواز!
 نصیر! خواجہ اجمیر اس لیے ہیں کریم
 کہ ہے ازل سے محمدؐ کا گھر ”غریب نواز“

مختصر

سلطان الہند، عطاءے رسول، خواجہ خواجگان
 حضرت سید معین الدین حسن چشتی اجمیری قدس سرہ

دل رُبا، دل نشیں، معین الدین
 واقفِ سرِ دیں معین الدین
 زبڈۃ العارفیں، معین الدین
 ہو گئی اُن سے دین کی تجدید
 رہبرِ سالکانِ راہِ طلب
 ہم نے ہر سو نگاہ دوڑائی
 جس نے چومے ترے قدم اک بار
 لوحِ ہستی پہ جگمگاتے ہیں
 تم سے روشن ہے جادۃ اُلفت
 بات ہر اک تمہاری مثلِ گُھر
 غم و آلام نے جہاں گھیرا
 دل بھولتے ہیں کہیں، معین الدین؟
 نازِ اہلِ یقین، معین الدین
 حق جہاں ہے وہیں، معین الدین
 رُوحِ دینِ مبیں، معین الدین
 منزلِ اہلِ دیں، معین الدین
 کوئی تم سانہیں، معین الدین
 ہے فلک وہ زمیں، معین الدین
 بن کے نقشِ حسین، معین الدین
 سوزِ جاں کے امیں، معین الدین
 لفظ اک اک نکلیں، معین الدین
 یاد آئے وہیں، معین الدین
 خادمِ آستانِ عالی ہے

یہ نصیرِ حزین، معین الدین

مرے طریق سے خارج ہے مصلحت کوشی
 فقیر قول و عمل میں گھلا مُعینی ہے
 مثال آئینہ شفاف ہے مری فطرت
 خدا کا شکر کہ جوہر مرا مُعینی ہے
 مری سرشت میں شامل ہے خوں بت شکنی
 مرا مزاج بہ فضلِ خدا مُعینی ہے
 مُعینیوں کا تو شیوہ ہے قُربتوں کا فروغ
 جو دُوریاں نہ مٹا دے وہ کیا مُعینی ہے
 یہ ناقدانہ مخاطب بجا ، مگر حضرت!
 رہے خیال کہ بندہ ذرا مُعینی ہے
 وہ جس نے پھول کھلائے ہیں لفظ و معنی کے
 وہ ایک شاعر رنگیں نوا مُعینی ہے

نصیر دین متیں خود کو کر دیا ثابت
 نصیر! تُو تو بڑے کام کا مُعینی ہے

بکھنور خواجہ بزرگ

حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ

مرا جہاں میں ظہور و خفا مُعینی ہے
 میں وہ ہوں جس کی فنا و بقا مُعینی ہے
 ہم اہل چشت ہیں خواجہ کے چاہنے والے
 ہمارے شہر کی آب و ہوا مُعینی ہے
 گھلا ہوا ہے درِ غوثِ پاکؒ و خواجہ مُعینؒ
 یہ قادری تو وہ دارالشفق مُعینی ہے
 ولائے خواجہ سے سرشار ہیں تمام ولی
 خدا گواہ کہ ہر با خدا مُعینی ہے
 جلو میں اپنے ہجومِ تجلیات لیے
 یہ کوئی قادری بیٹھا ہے ، یا مُعینی ہے
 گدائے خواجہ اجمیرؒ ہوں بحمدِ اللہ
 مری حیات کا رنگِ غنا مُعینی ہے

حضرت مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ

بیرِ رومی، آل معارف دستگاہ
 مُرشدِ پاکان و مخدومِ زَمَن
 گرمیِ فکرش، مثالِ آفتاب
 پیرِ رومی عکسِ مطلق است
 از تفتید گوہرِ اطلاق چید
 آدمی را آگی از خویش داد
 خُمِ سَرِ اقبالِ پیشِ فکر او
 اعترافِ عظمتش با صد نیاز
 چون ز شعرش مستی و حال آیدم
 مُرشدِ خود گفت رومی را چرا
 اِتباعش بندہ را عالی کند
 پیرِ روش تا حشر اقبالی کند
 رشک بر اقبالِ اقبالِ آیدم
 زانکہ آید از دَمَش بُوئے خدا
 شادباش اے مظهرِ بابِ علوم
 آشنائے رمزِ عشق اے پیرِ روم!

اے جلال الدین! امیرِ قونیہ
 بایزیدِ مَجْرہ ایمانیاں
 کعبہِ مستی، دو چشمِ مستِ تو
 سینہ ات، گنجینہٴ اسرارِ ذات
 تشنگانِ شوقِ را کامے دہی
 سبزہ ہا اندر زمینِ مُردہ رُست
 باشد ارشادِ ثرا انداز ہا
 من کہ باشم تا بہ دامتِ رسم
 تُو سوارِ تُو سنِ مُلکِ بقا
 درد و چشمت گوہرِ غلطانِ اشک
 سینہ ات روشن ز انوارِ خدا
 در نگاہت، جلوہٴ رُوئے کسے
 ذوقِ تو ذوقِ جُنید و بایزید
 دستِ تو در وجد، سُوئے آسماں
 پائے تو در وجد و مستی جا بجا
 چشمِ تُو بر حُسنِ مُطلق گشتہ وا
 سیدُ العُشاق و پیرِ قونیہ
 اے جُنید و شیبلی رُوحانیاں
 اے گشاہِ کارِ ما، از دستِ تو
 اے دلت معمور، از انوارِ ذات
 وز خُستانِ ازل جاے دہی
 برتر از حدِ تخیلِ مدحِ تُست
 لفظ و معنی را بہ فکرِت، ناز ہا
 یا بہ گردِ راہِ جولانتِ رسم
 من سخاک اُفتادہٴ حرص و ہوا
 چشمِ من محروم از بارانِ اشک
 سینہ ام تاریکِ محض و بے ضیا
 در نگاہم، صورتِ خار و خنسے
 ذوقِ من نامعتبر، اے صُبحِ عید
 دستِ من بہر دُعائے آب و دناں
 پائے من از تنگِ دستی، جا بجا
 چشمِ من از خوابِ مُطلق پَرگشا

التلام اے منج فیضانِ عشق
 التلام اے مرکزِ پرکارِ وجد
 التلام اے مُرشدِ روحانیاں
 التلام اے مُدربِ سرِّ حیات
 التلام اے نازشِ پاکانِ عشق
 التلام اے گرمیِ بازارِ وجد
 التلام اے قبلۂ یزدانیاں
 اے حقائقِ آگرہ ذات و صفات
 التلام اے درِ عطا دستِ تویم
 اے جینتِ مطلعِ صُبحِ کرم

در مدح
 سلطان الزاهدین فرید الملّت والحق
 حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقی قدس سرہ

ہوئے ہیں دیدہ و دلِ موحِ شانِ گنجِ شکر
 زہے نصیب ، یلا آستانِ گنجِ شکر
 وہ بھیر دیکھئے ، وہ آستانِ گنجِ شکر
 نظر کے سامنے ہیں ، زائرانِ گنجِ شکر
 فلک پہ اوجِ ثریتا ، نشانِ گنجِ شکر
 گلِ اولیا میں زالی ہے شانِ گنجِ شکر
 مجھے ہی فخر نہیں ہے نیازِ مندی کا
 ہیں سارے جن و ملک ، مدحِ خوانِ گنجِ شکر
 سدا بہار ہیں اس کے تمام غنچہ و گل
 خزاں کی زد میں نہیں ، گلستانِ گنجِ شکر
 مٹھاس شہد کی ایک ایک حرف میں اُن کے
 نبات و قد سے شیریں ، زبانِ گنجِ شکر

عجیب بھیڑ ہے قصرِ جناں پہ حشرِ نما
جدھر بھی دیکھو، اُدھر عاشقانِ گنجِ شکر
لطیف تر ہیں عُروج و نُزول کی باتیں
سُنائے جائے کوئی، داستانِ گنجِ شکر
حُصولِ قُربِ الہی تھی منزلِ مقصود
رُکا نہ اور کہیں، کاروانِ گنجِ شکر
انہیں کے باغ کے گل، صابِر و نظامُ الدین
بے ہیں دل میں مرے، دلبرانِ گنجِ شکر
جو ان کے دوست ہیں، وہ سُرخرو جہاں میں ہیں
ذلیل و خوار ہوئے، دُشمنانِ گنجِ شکر
جدھر بھی دیکھئے، ہے سامنے تجلی ذات
جہاں طُور ہے یکسر، جہاں گنجِ شکر
نصیر! اپنی سی کوششِ قلم نے کی، لیکن
تمام ہو نہ سکی، داستانِ گنجِ شکر

درمدح

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکر

مُردہ تسلیں فَرَا گنجِ شکر کا عرس ہے
غمزدوں کا آسرا گنجِ شکر کا عرس ہے
زُہد میں کیا دھوم ہے گنجِ شکر کی چارو
مخملِ ہستی میں کیا گنجِ شکر کا عرس ہے
جس کو ہو شوقِ لقا آتا ہے وہ آخر یہیں
اس تڑپ کی انتہا گنجِ شکر کا عرس ہے
اک بہشتِ امن ہے دروازہ بابا فرید
باعثِ دفعِ بلا گنجِ شکر کا عرس ہے
عمر بھر جس نے ملایا عبد کو معبود سے
آج اُس مردِ خدا گنجِ شکر کا عرس ہے
لوگ آتے ہیں یہاں حق سے تعلق جوڑنے
درسِ پیمانِ وفا گنجِ شکر کا عرس ہے

درمدح

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

جانشینِ قُطْبِ و دلبندِ عُمَرُ کا عرس ہے
 آج زُہْدِ الْاَنْبِیَا گنج شکرؒ کا عرس ہے
 ہر طرف سے اُٹھ رہا ہے نعرۂ حق یا فریدؒ
 کیا انوکھی آن، کس شانِ دگر کا عرس ہے
 لوگ پکلوں کی طرح صف بستہ ہیں گردِ مزار
 خواجہ اجمیریؒ کے منظورِ نظر کا عرس ہے
 چشتیو! آؤ ذرا دیکھیں اجدہن کی بہار
 اوج پر ہیں رونقیں، کس کزو فر کا عرس ہے
 سج رہا ہے آج دلہن کی طرح شہرِ فریدؒ
 نور کی بارش میں بھیگے بام و در کا عرس ہے
 جس کی چوٹ پر جھکے دیکھے شہنشاہوں کے سر
 فقر کی دنیا کے ایسے تاجور کا عرس ہے

پاؤں دھرنے کو جگہ ملتی نہیں ہے شہر میں
 بھیڑ یہ کیسی ہے، کیا گنج شکرؒ کا عرس ہے؟
 یا تو پھر بغداد میں ہے بارگاہِ دہلیؒ
 اہلِ دل کی عید یا گنج شکرؒ کا عرس ہے
 کھینچتا تھا مجھ کو رضواں خُلد کی جانب نصیر
 وہ تو میں نے کہہ دیا گنج شکرؒ کا عرس ہے

غوثِ اعظمؒ کا نظر آتا ہے توحیدی جلال
 سارے عرسوں سے جدا گنجِ شکر کا عرس ہے
 قادری جلووں میں شامل ہیں فریدی رنگتیں
 یوں لگے ہے جیسے یہ اپنے ہی گھر کا عرس ہے
 مجھ سے گر پوچھے کوئی تو شمع کی نو پر نصیر
 رقصِ پروانہ بھی گویا لمحہ بھر کا عرس ہے

مظہرِ جلال و جمالِ یزدانی، مخدوم ابرارِ چشتیاں، سلطانِ المشائخ
 حضرت نظام الدینؒ اولیاءِ محبوبِ الہی زری زرخش بدایونی دہلوی
 قدس سرہ السامی

تیرے در پر میں آیا ہوں خواجہؒ، میرا تجھ بن سہارا نہیں ہے
 تیرے دیدار کی آرزو ہے، اور کوئی تمنا نہیں ہے
 میں نے دیکھے حسینانِ عالم، کوئی تم سا انوکھا نہیں ہے
 جب سے دیکھی ہے صورت تمہاری، کوئی نظروں میں چچتا نہیں ہے
 میں ترے در کا ہوں اک سواہی، کوئی ہے میرا وارث نہ والی
 پھیرنا در سے سائل کو خالی، یہ کریموں کا شیوا نہیں ہے
 ان گداؤں کا کیا، یہ گدا ہیں، شاہ بھی تیرے در پر فدا ہیں
 فیض جس پر نہ ہو تیرا خواجہؒ! کوئی دنیا میں ایسا نہیں ہے
 کیوں دُئی کا یہاں ہو گُماں بھی، ہے ہمارے مدینہ یہاں بھی
 دیکھ لے شہرِ خواجہؒ کی گلیاں، جس نے طیبہ کو دیکھا نہیں ہے

میرا حصہ یہیں ہے ازل سے، کس لیے میں کہیں اور جاؤں
میرے خواجہ کی چوکھٹ سلامت، اس درِ پاک پر کیا نہیں ہے
پی لیا جامِ توحید میں نے، یہ کرم ہے نصیرِ ان کے در کا
مانگنے غیر کے در پہ جانا، میری غیرت نے سیکھا نہیں ہے

www.faz-e-nisbat.weebly.com

اُن کی آمد کا ہوں انتظاری، جان و دل سے ہوں اُن پر تیں داری
لے اجل! آئی اُن کی سواری، یہ حقیقت ہے، دھوکا نہیں ہے
اک کرشمہ ہے اُن کی نظر میں، اک کشش چشمِ جاؤ اثر میں
دیکھ لے جو بھی اک بار اُن کو، اُس کو پھر چین ملتا نہیں ہے
منتظرِ ان کی رحمت کے رہیے، فیضِ روحانیاں اس کو کیے
مانگ کر یہ بھی دیتے ہیں رب سے، یہ عنایت ہے، سودا نہیں ہے
میرے خواجہ کا یہ آستاں ہے، بٹ رہا ہے محمدؐ کا صدقہ
کوئی دامن تو پھیلا کے دیکھے، کون کتنا ہے، ملتا نہیں ہے
کیا خبر تجھ کو کیا ہے عقیدت، جان لیوا ہے رسمِ محبت
یار کے نام پر سر کٹانا، عاشقی ہے، تماشا نہیں ہے
جام و ساغر تو اپنی جگہ ہیں، پینے والے سمجھتے ہی کیا ہیں
جس کو وہ اک نظر سے پلا دیں، اُس کو پھر ہوش آتا نہیں ہے
دل سے میں نے دُعا کی ہے اکثر، زیست کٹ جائے خواجہ کے در پر
دور ہوں، ہائے میرا مقدر، میری قسمت میں ایسا نہیں ہے

کشتی اہل صفا سے دُور ہے موجِ بلا
بحرِ عرفانِ خدا کا ناخدا، کلیر میں ہے
جا بجا دُھونی رَمائے بیٹھے ہیں اہلِ طلب
وہ مزا کاشی میں کب ہے، جو مزا کلیر میں ہے
جلوہ گر ہیں کاکئی و گنجِ شکر، سلطانِ ہند
دہلی و اجمیر کا روشن دیا، کلیر میں ہے
جو تلاشِ حق میں سرگرداں ہیں وہ آئیں ادھر
جو خدا تک لے چلے، وہ باخدا کلیر میں ہے
قصرِ باطل کیوں نہ خاکستر ہو اس کی آئچ سے
شعلہ جاہ و جلالِ مُرتضیٰ، کلیر میں ہے
دیکھ لو خود اپنی آنکھوں سے وہاں جا کر نصیر!
جلوہ حق کی تجلی جا بجا کلیر میں ہے

بمختصر

مظہرِ جلالِ یزدانی حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد
صابر کلیری گیلانی قدس سرہ

عاشقانِ ذاتِ حق کا مدعا، کلیر میں ہے
غوثِ اعظم کا سببِ دلربا، کلیر میں ہے
روشنی کی ایک نورانی فضا، کلیر میں ہے
جلوہ گر صابر ہے، شمعِ مصطفیٰ کلیر میں ہے
صابری میخانے میں بنتی ہے عرفاں کی شراب
واقعی پینے پلانے کا مزا کلیر میں ہے
ہے ہمارا افزا علاء الدین صابر کا جمال
یہ مدینے کا شجر، پھولا پھلا، کلیر میں ہے
ہر نفسِ دل پر آلمِ نثرِ ہوئے جاتے ہیں راز
معرفت کی ایسی پاکیزہ فضا کلیر میں ہے
دیدہ و دل حیرتی ہیں، دیکھ کر جلووں کا حال
کیا بتاؤں پوچھنے والوں سے، کیا کلیر میں ہے

اسرارِ طریقت را، وجودت تشریح
 بیدار نگاہاں را، کتابِ عرفانی
 ہر کس کہ دے ورزد، خیالِ رُویت را
 گردد دلِ او روشن، ز نُورِ ایمانی
 گریہ سر و سامانم، ندارم اندوہے
 کز بہر تہی دستاں، تُو ساز و سامانی
 سطحِ کہ ویمہ باشد، پچشم تو یکساں
 درویش و غنی را ہم سراپاِ احسانی
 ہرگز ندہم دَستے، بدستِ ہر پستے
 نازم کہ بود دستم، بدستِ لاثمانی
 دارد دلم از فطرت، نیازِ مقبولاں
 اے خواجہ! قبولم کن، برائے دربارانی
 در جیٹہ تحریرم، نیاید اوصافت
 آنکشت بدندانم، بہ سنجِ حیرانی
 چوں مرّ علی جوید، نصیر از درگاہت
 فیضے کہ بہ او دادی، ز شاہِ جیلانی

در مدح
 وارثِ فقرِ سلیمانی، تاجورِ اقلیمِ رُوحانی، مخدومِ اربابِ نظر
 حضرت خواجہ شمس الحق والدین سیالوی قدس سرہ التامی
 حق جلوہ و حق شانی، بہ شکلِ نُورانی
 قُربانِ جمالِ تُو، حواسِ انسانی
 اے مرکزِ محبوبی، بہ کنعانِ خُوبی
 اقلیمِ بکویِ را، مہارکِ سلطانی
 نازد بہ تو دانائی، ز قرطِ آگاہی
 زبید بہ تُو دارائی کہ شمسِ خُوبانی
 تُو شمسِ سیالِ آستی، سلیمانِ تمکینی
 دادند ترا تاجے، ز فقرِ سلمانِ
 ہستند حیا طبعان، بہ پیشت سرِ افگن
 سُودند ادبِ اصلاں، مخاکتِ پیشانی

در رثائے رونق بزمِ چشت، شیخ الاسلام
حضرت خواجہ محمد قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ
تجاہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

عارفِ حق ، زُبدۂ اہلِ نظر
حیف، آلِ سرمایۂ اخیر رفت
دامنِ دل ہا ز دروش چاک چاک
پرتوِ رُوئے ضیاء العارفین
خوش نہاد و عُمڈۂ الاوصاف بود
ذاتِ او آئینہ دارِ معرفت
یادگارِ اصفیا و اتقیا
عالمِ موضوع و محمول آمدہ
زیست مارا، زہر اندر کامِ ریخت
آلِ فدائے صاحبِ شقُّ القمر
آل کہ نورِ حق ز سیمایش جلی

آل سپرِ دینِ محکم را قمر
ساقی میخانۂ ابرار رفت
در فرازش سینہ ہا اندوہ ناک
افتخارِ دودمانِ شمسِ دین
در صفات، آئینہ اسلاف بود
بحرِ ناپیدا کنارِ معرفت
عصرِ حاضر را امام و پیشوا
جامعِ معقول و منقول آمدہ
اشکِ خوں از دیدۂ ایامِ ریخت
جہمہ اش بر عتبۂ خیر البشر
در دلش حُبِ نبی، مہرِ علی

سینہ اش معمور، از یادِ رسول
آل بہ وسعتِ سرحدِ امکانِ علم
مردِ میداں، عاشقِ دینِ نبی
آل بہ عالمِ حامیِ دستورِ حق
محورِ فکرش، نظامِ مصطفیٰ
حفظِ ناموسِ نبی، ایمانِ او
فطرتش حق گوئی و حُسنِ عمل
رمزِ سنج و کتکۂ یاب و دیدہ ور
نو بہارِ آبرو زارِ حیات
تمکنتِ رفتارِ لیش، عالمِ شکار
مثلِ قلمِ علم و حلش بے کراں
صافِ دل با سینہ بے کینہ اے
بر لبش حرفے نیامد ناسزا
نوعِ انساں را گرامی داشتے
عَلق را از عُلُقِ خود بناختے
اہلِ گیتی را نصیب از نعمتش

عاشقِ اصحاب و اولادِ رسول
آل بہ خوبی، یوسفِ کتعانِ علم
مقصدش ترویجِ آئینِ نبی
بر لبانش نعرۂ منشورِ حق
در نگاہ او مقامِ مصطفیٰ
جنگِ باحق دُشمنان، اعلانِ او
بے نیاز از فکرِ اسباب و علل
موجِ لفظش از گُہر تابندہ تر
بود تصویرِ سلف، اندر صفات
شیوۂ غم خواریش، اجداد وار
بود ہنگامِ سخن، کوثرِ بیاباں
رفتگانِ پیش را، آئینہ اے
از زباں ہم نزم، با عُلُقِ خدا
آدمی را، آدمی پنداشتے
جائے خوش در مردک با ساختے
روز و شب اندر طوافِ حضرتش

جَدِّ اَوْ قَطْبِ زَمِيں، غَوِثِ زَمَاں
 اَسْتَانِشِ سَاكَاں رَا مُسْتَقَرَّ
 بُود دَسْتِ جُوْدِ اَوْ عَالَمِ پَنَاهِ
 وَارِثِ اِنْوَارِ آلِ شَمْسِ مُدَاتِ
 بَاشَد اِيں قَانُوْنِ فَطْرَتِ مَعْتَبَرِ
 شَمْسِ چُوں پُوْشِيْدَه گَرْدَدِ اَز نَظَرِ
 زُو فَرُوغِ ثَابِتِ وَ سِيَّارِ هَسْتِ
 بَاشَد اِيں تَنْوِيْر، مَخْصُوْصِ قَمَرِ
 وَارِثِ فَيْضَانِ شَمْسِ اَمَدِ قَمَرِ
 وَر زَمَنِ پُرْسِي بَگُوِيْمِ فَاش تَرِ
 شَكْرِ اَمِيْزْد، كَايِيں دُو چَشْمِ بَارِهَا
 مَنِ ضِيَايِ شَمْسِ دِيْدِم، وَر قَمَرِ
 خَوَاجِ شَمْسِ الْعَارِفِيں، شَمْسِ جَمَاں
 گَرْدِ رَا هَش، سُرْمَه اَهْلِ نَظَرِ
 مَعْرِفَتِ دَر گَاهِ وَ عَرَفَاں دَسْت گَاهِ
 شَد قَمَرٌ دَر ذَاتِ وَ هَم اَنْدَر صِفَاتِ
 جَانِشِيْنِ شَمْسِ مِي بَاشَد، قَمَرِ
 اَسْمَاں رَا رَوْنَقِ اَفْزَايِدِ قَمَرِ
 بَر زَمِيں هَم بَارِشِ اِنْوَارِ هَسْتِ
 هَر دَوْرَا رِبْطِيْسْتِ بَا هَم بِيْشْتَرِ
 اِيں حَقِيْقَتِ رَا بَدَانَدِ هَر بَشَرِ
 دِيْدِيْنِ شَمْسِ اَسْت، دِيْدَا رِ قَمَرِ
 شَد زِ دِيْدَا رِ قَمَرِ، شَمْسِ اَشْنَا
 گَشْتَه اَم اَز جَلُوَهِ هَالِيْشِ بَهْرَه وَر

باد يارب! مطلع قلب و نظر

كاسب تنوير، از شمس و قمر

مخضور

حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ التامی

دلوں کے سہارے، تو آنکھوں کے تارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 خدا اُن کو پیارا، خدا کو وہ پیارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 میسر جسے ہو گئی ان کی نسبت، اُسے مل گئی مغفرت کی بشارت
 خدا کے ولی، مصطفیٰ کے دُلا رے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 نہ کیوں میں عقیدت کے جوہر دکھاؤں، نہ کیوں جان و دل اُن پہ اپنے لٹاؤں
 مرا ہر نفس کیوں نہ اُن کو پکارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 تجلی نے اُن کی دکھائیں وہ راہیں کہ حق آشنا ہو گئی ہیں نگاہیں
 شب و روز ہوتے ہیں مجھ کو نطائے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 علیؑ ان کا مولا، حسنؑ ان کا جد ہے، نہیں ہے وہ دانا، جسے ان سے کد ہے
 رسولؐ خدا، غوثِ اعظم کے پیارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں

نکل جائیں گے سارے قسمت کے چکر، نہ موجوں کا خطرہ، نہ طوفان کا ڈر
 مری ناؤ خود جا لگے گی کنارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 انہیں کا تصور مرا رہ نما تھا، ہر اک گام پر اُن کا ہی آسرا تھا
 ہمیشہ رہے میرے دارے نیارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 کسی اور کے کس لیے در پہ جاؤں، کسی اور کو کیوں میں اپنا بناؤں
 بہ ہر کار مردے، بہ ہر مرد کارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں
 کہاں تک عنایت کے قصے سناؤں، نصیر اُن کے الطاف کیوں کر گناؤں
 ہر اک سانس لیتا ہوں اُن کے سہارے، مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں

مختصر
 حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ السامی

جگ تم پر بلار خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو
 دکھ چنتا کی ندیا چڑھی ہے ناؤ بھنور میں آن بھنسی ہے
 تورے کرم کی آس لگی ہے تم ہو کھیون ہار
 خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو
 زہرا کے تم راج دُلا رے حسن حسین کی آنکھ کے تارے
 بغدادی بہنرا کے پیارے حیدر کے دلدار
 خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو
 لڑا کے، لیسین، کے صدقے بسم اللہ، آئین، کے صدقے
 خواجہ معین الدین کے صدقے ہم کا دیو دیدار
 خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو
 روحانی سرتاج ہمارے بگڑے سنوارو کاج ہمارے
 بھاگ جگا دو آج ہمارے آئے ہیں ثمرے دُوار
 خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو

مستزاد، درمدح عالم ربانی قطبِ یزدانی
حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز

کب تک رہیں محرومی قسمت کے حوالے
اے گولڑے والے!
اب کون ہے جو تیرے سوا ہم کو سنبھالے
اے گولڑے والے!
مشتاقِ زیارت ہیں ترے چاہنے والے
کب تک کریں نالے؟
پوشیدہ نہ رکھ، اب رُخِ تاباں کے اُجالے
اے گولڑے والے!
زہراً و علی، سیدِ کونین کا صدقہ
سبطین کا صدقہ

خوشیوں سے ہے اپنی آن بن سونا سونا دل کا آنگن
تم پر واروں اپنا تن من مجھ پہ کرم سرکار
خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو
جیسی بھی میں بُری بھلی ہوں تورے ہی ٹکڑوں سے پٹی ہوں
ہاتھ پکڑنا! دُوب چلی ہوں دُور بہت ہے پار
خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو
من موہن، مورے بانکے سنوریا ترپت ترپت بیتی عمریا
اپنے نصیر کی لیجو کھبریا جیون ہے دُشوار
خواجہ مہر علی شہ پیر ہمارو

آیا ہوں دل و جاں سے عقیدت کو سنبھالے
 اے گولڑے والے !
 ہیں انفس و آفاق میں جلوے ترے دم کے
 رحمت کے، کرم کے
 تقدیر چمک اُٹھے، جو سینے سے لگالے
 اے گولڑے والے !
 پھر ملتِ اسلام کو ہے تیری ضرورت
 اے منزلِ عزت !
 ایسا نہ ہو پڑ جائیں ہمیں جان کے لالے
 اے گولڑے والے !
 از خاک نشینانِ تو یک بندہ نصیر است
 بے چارہ فقیر است
 خورشید و شے، لالہ رُنے، زہرہ جمالے
 اے گولڑے والے !

بھر بھر کے پلابادہ عرفان کے پیالے
 اے گولڑے والے !
 ملاح تو بس وہ ہے جو کشتی کو بچائے
 ساحل سے لگائے
 میراں کی طرح تو ہے، بھنور سے جو نکالے
 اے گولڑے والے !
 اندھوں کو نظر آئے ترا حُسنِ ادا کیا
 ان میں ہے دھرا کیا
 جلووں کو ترے دیکھتے ہیں دیکھنے والے
 اے گولڑے والے !
 اُٹھی جو نظر تیری تو سب لوگ کہیں گے
 اب نُھل کے رہیں گے
 ایقان کے دروازے سے، اوہام کے تالے
 اے گولڑے والے !
 ہو جائے نظر والیٰ بغداد کا صدقہ
 اجداد کا صدقہ

یہ صدِ خلوص و عقیدت، یہ صدِ نیاز و ادب
ہم آج اشکِ ندامت بہانے آئے ہیں
حُضُورِ مہرِ علی شاہ آگے ہم بھی
نثار ہونے کو، آنکھیں پچھانے آئے ہیں
جو رُوٹھ جائے پیا تو کہاں سُکوں دل کو
قریب و دُور سے ہم سب، منانے آئے ہیں
طے گا آپ کے دَر سے شعورِ ذات و صفات
پتہ خدا کا یہیں سے لگانے آئے ہیں
نصیر! تم بھی ذرا حالِ دل بیاں کر لو
سب اپنی اپنی حقیقت، منانے آئے ہیں

حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز
کی چادر

جمالِ مرّ سے، دل جگمگانے آئے ہیں
مزارِ پاک پہ، چادر چڑھانے آئے ہیں
نظرِ نظر میں لیے جلوہ شہِ جیلاں
چراغِ حُسنِ عقیدت، جلانے آئے ہیں
نگاہِ مہر ہو اے عمرِ آسمانِ سلوک!
غلامِ آپ کے چادر چڑھانے آئے ہیں
تمہیں سے چارہ گرمی کی اُمید ہے ہم کو
جگر کے زخمِ تمہیں کو دکھانے آئے ہیں
عطا ہو اِذِنِ حُضُورِی کہ آج دیوانے
حرمِ ناز کا پردہ اُٹھانے آئے ہیں

مختصراً

عارفِ ربّانی، جگر گوشہ، غوثِ جلی، نورِ چشمِ مہرِ علی، جدی و مرشدی
حضرت سید غلام محی الدین بابو جی گولڑوی قدس سرہ العزیز

یہی زندہ حقیقت ہے، یہی سچ بات بابو جی

ہزاروں وصف ہیں اور اک تمہاری ذات بابو جی

تمہارے دم قدم سے تھی نرالی بات بابو جی

نہ ویسے دن ہیں بابو جی، نہ ویسی رات بابو جی

کرم گستر تمہیں ہم پر رہے دن رات بابو جی

ہماری لاج ہے اب بھی تمہارے ہات بابو جی

جو زائر آ رہا ہے، کہہ رہا ہے وہ عقیدت سے

ادھر بھی ہو عنایت کی ذرا برسات بابو جی

حقیقت ہے، سحر تک خواب میں جلوے تمہارے تھے

حضورِ میں گزاری ہم نے ساری رات بابو جی

محبت کی نظر سے دوست دشمن سب کو دیکھا ہے

رہی سب پر کرم فرما تمہاری ذات بابو جی

چلیں دشمن نے چالیں اور سب الٹی پڑیں اُس پر

بھلائی سے بدی کو تم نے دی ہے مات بابو جی

ہمیں اپنا بنایا، پھر کرم ہم سب پہ فرمایا

نگاہِ مہر سے دیکھا کیے دن رات بابو جی

وہی ستر حقیقت ہے، وہی رازِ طریقت ہے

اشاروں سے ہمیں سمجھا گئے جو بات، بابو جی

تمہارے درس ہی نے مجھ کو توحید آشنائی دی

وگر نہ کیا ہوں میں، کیا ہے مری اوقات، بابو جی

نصیر آیا ہے لے کر آج گلدستہ عقیدت کا

یہی ہے اُس کا نذرانہ، یہی سوغات بابو جی!

جسے میں سناتا تھا دردِ دل، وہ جو پوچھتا تھا غمِ دُروں
 وہ گدا نواز پکھڑ گیا، وہ عطا شاعر چلا گیا
 بہیں کیوں نصیر نہ اشکِ غم، رہے کیوں نہ لب پہ مرے فغاں
 مجھے بے قرار وہ چھوڑ کر، سرِ رہ گزار، چلا گیا

درِ ریشائے
 عمدۃ الواصلین، وارثِ تحریکِ ختمِ نبوت، پروانہ شمع رسالت
 جدی و مُرشدی حضرت سید غلام محی الدین گولڑوی
 المعروف (بابو جی) قدس سرہ العزیز

مُنے کون قصہ دردِ دل، مرا غم گُسار چلا گیا
 جسے آشناؤں کا پاس تھا، وہ کرم شاعر چلا گیا
 وہ سخن شناس، وہ دُور بین، وہ گدا نواز، وہ مہ جیوں
 وہ حسین، وہ بحرِ علومِ دین، مرا تاجدار چلا گیا
 جسے نورِ مرعلیٰ کہیں، وہی جس کا نام ہے ”مُحی“ دین
 مجھے کیا خبر، کہاں لوٹ کر، وہ مری بہار، چلا گیا
 وہی بزم ہے، وہی دُھوم ہے، وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
 ہے کمی تو بس اُسی چاند کی، جو تیر مزار چلا گیا
 کہاں اب سخن میں وہ گرمیاں کہ نہیں رہا کوئی قدر ایں
 کہاں اب وہ شوق کی مستیاں کہ وہ پُر و تار چلا گیا

وہ جس پر اس کا سایہ ہو قیامت تک نہیں ڈرتا
 محمدؐ سے جسے نسبت ہے، یہ اُس گھر کی چادر ہے
 نہ کیوں ہو جلوہٴ مہرِ علیؑ ہر تار سے ظاہر
 شہِ جیلاں کے پیارے، دین کے محور کی چادر ہے
 فرشتے چومتے ہیں، اپنی آنکھوں سے لگاتے ہیں
 زہے اوجِ مقدر! مرقدِ انور کی چادر ہے
 چمک اُٹھے طریقت کی شعاعوں سے نقوش اُس کے
 کہ یہ چادر، شریعت آشنا بیکر کی چادر ہے
 مرے سر پر ہے سایہ اُن کے پُر انوار دامن کا
 مری آنکھوں میں اُن کے جلوہٴ اطہر کی چادر ہے
 شریعت جس پہ نازاں، تذکرہ ہے اُس کا محفل میں
 یہ چادر پاسبانِ مسجد و منبر کی چادر ہے
 غنی جس نے کیا ہے دولتِ کونین سے مجھ کو
 مرے دستِ طلب میں، اُس کرمِ گُستر کی چادر ہے
 جسے دیکھو، وہ دیوانہ، جسے دیکھو، وہ متوالا
 نصیر! اُن کی حسیں چادر، عجب منظر کی چادر ہے

چادرِ محضویر
 منظرِ جلال و جمالِ ربّانی، جگر بندِ غوثِ اعظمِ جیلانیؒ، عارفِ لامثنیٰ
 حضرت سید غلام محی الدین گولڑوی
 المعروف قبلہ (بابو جی) قدس سرہ السامی
 گھرانہ ہے یہ اُن کا، یہ علیؑ کے گھر کی چادر ہے
 مرے آقا، مرے داتا، مرے سرور کی چادر ہے
 نگاہیں چومتی ہیں اور جُھوم اُٹھتی ہیں یہ کہہ کر
 یہ نجی الدین بابو جیؒ، شہِ خوشتر کی چادر ہے
 ہوئے دشمن بھی جس کے معترف، اغیار بھی قائل
 نظر کے سامنے اِس وقت، اُس دلبر کی چادر ہے
 وہ خود زیرِ زمیں تو دُھوم اُس کی آسمانوں تک
 قوی تھا عجز سے جو، ایسے زور آور کی چادر ہے
 جسے دیکھو، عقیدت سے سجا لیتا ہے وہ سر پر
 سعادت کا نشاں ہے اور پھر چادر کی چادر ہے

وہ شیریں دل کُشا مجھے، وہ لطف و مہر کی باتیں
 کہاں سے پائیں اب وہ لذتِ گفتار، بابو جی! !
 تمہارے چاہنے والے تمہیں لُج پال کہتے ہیں
 بھلا سکتے نہیں دل سے تمہارا پیار، بابو جی! !
 تمہاری رہ نمائی سے، تمہاری ناخدائی سے
 ہزاروں ڈوبتے بیڑے ہوئے ہیں پار، بابو جی! !
 تمہاری شکل و صورت میں، تمہاری نیک سیرت میں
 نظر آئے ہیں سب کو مرئیہ انوار، بابو جی! !
 تمہاری ذات اک گنجینہٴ علم و معارف تھی
 تمہارے سرفیضیت کی بندھی دستار، بابو جی! !
 تمہارے سامنے ہر لمحہ، وجہ شادمانی تھا
 تمہارے بعد ہے ہر سانس اک تلوار، بابو جی! !
 نگاہیں دیکھنے کو مضطرب ہیں، دل تڑپتا ہے
 پھر آ جاؤ نظر کے سامنے اک بار، بابو جی! !
 تمہارے قصرِ روحانی سے ہٹ کر وہ کہاں جائیں
 جو آ بیٹھے ہیں زیرِ سایہٴ دیوار، بابو جی! !

درمدح
 جگر بند غوثِ جلی، فرزندِ مہرِ علی، جامعِ شریعت و طریقت
 جدی و مُرشدی حضرت سید غلام محی الدین گولڑوی
 المعروف (بابو جی) نور اللہ ضریح و قدس اللہ سرہ العزیز

ضیاء الاولیا ہے آپ کی سرکار بابو جی! !
 رہے دائم سلامت، آپ کا دربار بابو جی! !
 جسے چاہو بنا لو یارِ خوش اطوار بابو جی! !
 تمہیں قدرت نے بخشے وہ لبِ گفتار، بابو جی! !
 شناساؤں نے دیکھا یوں ہزاروں بار، بابو جی! !
 مدینے میں تمہیں پایا ہے شب بیدار، بابو جی! !
 ہزاروں کے مقدر کھل گئے ہیں اک اشارے میں
 پکاریں گے تمہیں ہم کہہ کے پالن ہار، بابو جی! !
 ہمیں دُنیا کے پیچ و خم کا خطرہ ہو نہیں سکتا
 نظر میں ہیں تمہارے گیسوئے خم دار، بابو جی! !

اظہارِ عقیدت

بہضورِ حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ
کوٹ مٹھن شریف

شعر گوئی میں جدا ہے طرزِ اظہارِ فریدؒ
زندگی دیتے ہیں جان و دل کو ، افکارِ فریدؒ
مرحبا ! حاصل ہے سب کو آج ، دیدارِ فریدؒ
ہے نظر کے سامنے اس وقت دربارِ فریدؒ
جس کے پلے میں ہے کچھ سرمایہٴ سوز و گداز
سُر کے بل وہ چل کر آتا ہے بازارِ فریدؒ
اس فریدی میکدے میں ہے معارف کی شراب
پی خدا کا نام لے کر او قَدَحِ خوارِ فریدؒ!
عشق کے موتی لگاتی ہے بہ اندازِ سخن
رنگ پر آتی ہے جب طبعِ گُہرِ بارِ فریدؒ
ہر بنِ مَو سے صدا اٹھتی ہے ذکرِ ذات کی
دل کو تڑپاتا ہے جس دم ، سوزِ گفتارِ فریدؒ

کرم کا ہے تمہارے ، چار سُو چرچا زمانے میں
عنایت کا تمہاری ، سب کو ہے اقرار ، بابو جیؒ !
نرالے بیل بوٹے فقر کے ٹم نے اگائے ہیں
پھلے پھولے تمہارے نام کا گل زار ، بابو جیؒ !
تمہیں نے ہر شرف بخشا ، تمہیں پر ناز ہے اُس کو
تمہارا تھا ، تمہارا ہے ، نصیرِ زار ، بابو جیؒ !

تجھ کو آئے گا نظر ہر سمت ، یوسف کا جمال
اک ذرا بن کر زلیخا دیکھ ! بازارِ فریدؒ
چہرہ انور کی جانب با ادب اٹھے نگاہ
جلوہ گاہ کبریا ہے ، چشمِ بیدارِ فریدؒ
کور پشمانِ جہاں کب دیکھ سکتے ہیں اسے
دیدہ عارف سے پوچھو ، شانِ گلزارِ فریدؒ
حق یہ ہے حق پر ہیں یہ، حق ان کا ہے یہ حق کے ہیں
طالبِ حق ، ہے تو پھر بن جا طلبگارِ فریدؒ
مطلعِ ہستی پہ چمکیں گے سدا مثلِ نجوم
مٹ نہیں سکتے کبھی دُنیا سے ، آثارِ فریدؒ
تاجداروں کو وہ خاطر میں کبھی لاتا نہیں
کس قدر دل کا غنی ہے ، کفشِ بردارِ فریدؒ
تجھ کو مل جائیں گی پھر ، چشتی نظامی مستیاں
دیکھ تو بن کر ذرا اک روز ، میخوارِ فریدؒ
تجھ کو مل جائے گا سب کچھ ، تو غنی ہو جائے گا
ساری دُنیا چھوڑ کر بن جا ، خریدارِ فریدؒ

جلوہ فرما دیکھ لے شاید کسی کو بام پر
بیٹھ جا بستر لگا کر زیرِ دیوارِ فریدؒ
بھومتے پیڑوں کو جب دیکھا تو یوں مجھ کو لگا
جیسے خود روہی کے ہونٹوں پر ہوں اشعارِ فریدؒ
تا ابد قائم رہے یا رب ! فریدی میکدہ
سب کو پلواتی رہے یہ چشمِ نئے بارِ فریدؒ
غوثِ اعظمؒ کے حوالے سے نصیر آیا ہے آج
در سے پھیریں گے نہ خالی اُس کو ، سرکارِ فریدؒ

نوٹ: یہ اشعار میں نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے سالانہ غرس مبارک پر
حاضری کے وقت ملتان سے کوٹ مٹھن شریف جاتے ہوئے موٹر میں فی البدیہہ کہے۔
آپ کے تجادہ نشین حضرت خواجہ محبوب فرید صاحب نے بہ طور خاص مجھے حضرتؒ کے
غرس مبارک میں شرکت کے لیے یاد فرمایا تھا۔ (نصیر)

لوحِ مزار

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف (کرمانوالے) رحمۃ اللہ علیہ
خليفة اعظم، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

از بزم فقر، صدرِ طریقتِ شعار رفت
دردا کہ آل سر آمدِ خیلِ کبار رفت
تاریک شد بر اہلِ محبتِ فضائے دہر
واحسرتا! کہ عارفِ شبِ زندہ دار رفت
دل بندِ مرتضیٰ و جگر پارہ بتول
ز آلِ رسول، سیدِ عالی تبار رفت
آل پاکبازِ معرفت و مقتدائے عصر
باحق وصول یافتہ از روزگار رفت

آل مہرِ جلوہ گستر و آل ماہِ نور پاش
تا بید بر سپہرِ علا، در مزار رفت
آل جانشینِ شیر محمد ازیں جہاں
آخر بہ قربِ مُرشدِ گردوں وقار رفت
کارش ہمہ اطاعتِ دینِ حنیف بود
آل وارثِ علومِ نبی، از دیار رفت
مصباحِ جُود، حامیِ دین، زُبدۂ کرام
اندر پناہِ عاطفتِ کردگار رفت
ممتازِ دودمانِ کرم، آسماںِ حشم
درد آشنائے بیکیسی و غمِ گسار رفت
توقیرِ اولیائے سلف، یادگارِ پیر
شاہے کہ فقرِ او ہمہ بود اختیار، رفت
ہر کس کہ شد دے شرفِ اندوزِ صحبتش
زیں خاکدانِ سُود و زیاں، کامگار رفت

در باغِ زیت ز آمدن و رفتش پُرس
 مثلِ نسیم آمد و مثلِ بہار رفت
 بستمِ نصیر! چوں سنہ ارتحالِ شیخ
 ہاتفِ زغیب گفت! عبادت گزار رفت

1385ھ

مہد سے لحد تک

رب کی ہر شانِ نرالی ہے ہر سو اُس کی رکھوالی ہے
 دُنیا کب اُس سے خالی ہے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
 یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

سب اُس کے ہیں، وہ ہے سب کا آقا، داتا، مالک، مولا
 ثانی نہ کوئی اُس کا ہمتا پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
 یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

اُس تک ہی رسائی سچی ہے اُس کی ہی بڑائی سچی ہے
 اُس کی ہی خدائی سچی ہے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
 یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

۱۔ دیرینہ روایات کے مطابق پنجاب میں بالخصوص جناب نے کیسا تھ اشعار پڑھنے کا رواج ہے۔
 ہمارے پونٹھوہار کے علاقے میں بھی یہ روایت ابھی تک زندہ ہے۔ چونکہ بڑھے جانے والے
 اشق زلفی اور معنوی اعتبار سے اکثر غیر معیاری ہوتے ہیں لہذا ان اشعار میں حمد، نعت، مرثیہ،
 بے شہائی، دُنیا اور مناقب کو مخصوص پیرائے میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خدا کرے
 یہ روایت حتمی ایسے مواقع پر قبول عام پائے۔ (تفسیر)

سرتاجِ رسولان، صلِّ علیٰ کامل، اکمل، محبوبِ خدا
کونین میں ہے اُن کا چرچا پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

صدقے اُن کے میخانے پر ہر دمِ رحمت برسانے پر
ہے مہرِ نبوت، شانے پر پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

وہ نُورِ حریمِ عبدُالله وہ ابنِ کریمِ عبدُالله
وہ دُرِّ یتیمِ عبدُالله پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

وہ دائیِ حلیمہ کا پالا جبریل ہے جس کا متوالا
وہ ختمِ رسل، کملی والا پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

سرخیلِ رسولانِ زَمَنی میموں قدیمی، نوریں بدنی
محبوبِ خدا، کئی سدنی پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

اُس نے ہی جگایا ہے سب کو دین اُس نے بتایا ہے سب کو
اُس نے ہی سکھایا ہے سب کو پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

قرآن و حدیث میں آیا ہے اُمت کا یہی سرمایا ہے
سرکار نے بھی فرمایا ہے پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

بہتر، برتر، یارانِ نبی بُو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
ہر سو عزت ان چاروں کی پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

سرکارِ مدینہ کو پیارے ہیں نُورِ مجسم، یہ سارے
تکتے ہیں گردوں سے تارے پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

رنگِ حُسنی اے، صلِّ علیٰ اندازِ حُسنی، کیا کہنا
ماں ان کی، فاطمۃ الزہراءؓ پڑھو لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

سردارِ جوانانِ جنتِ دونوں سے بڑھی، شانِ جنت
ہیں شمعِ شبتانِ جنتِ پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

بے مثل شہادت میں دونوں مشہور سیادت میں دونوں
لیکتا ہیں قیادت میں دونوں پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

یہ دُنیا، رام کہانی ہے جو چیز ہے، آنی جانی ہے
اک رسمِ فنا، لافانی ہے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

ہر سانسِ قضا کا ڈیرا ہے یہ دُنیا رینِ بسیرا ہے
یہ جسم، جنازہ تیرا ہے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

دل کو غم سے سُگائیں گے جا کر نہ یہ واپس آئیں گے
نازوں کے پلے بھی جائیں گے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

جب دُور خزاں کا آئے گا گل چیں تکتا رہ جائے گا
غُنجِ غُنجِ، مُرجمائے گا پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

زد میں تو قضا کے آنا ہے ایمان تو اس پر لانا ہے
دُنیا سے ہر اک کو جانا ہے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

یہ علم نہیں، کب جائیں گے تنہا ہوں گے، جب جائیں گے
جو آئے ہیں، سب جائیں گے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

ہر شے سے دل بیزار ہے اب آرام و سکوں، دُشوار ہے اب
اپنا جینا بیکار ہے اب پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

مَرقد میں اُتارے تُم بھی گئے اک تُم تھے سہارے، تُم بھی گئے
ہاتھوں سے ہمارے، تُم بھی گئے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
یا سَرَوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

کیا آگ لگا کر تم اُٹھے اپنوں کو رُلا کر تم اُٹھے
 اک حشر اُٹھا کر تم اُٹھے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

آنکھیں پُر نم، دل روتا ہے سینوں میں قیامت برپا ہے
 اب جینے میں کیا رکھا ہے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

سینے میں چھری سی مار گئے منجدھار میں ہم، تم پار گئے
 تم جیت گئے، ہم ہار گئے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

اُٹھنے کے لیے پَر تولو تو یہ بند کفن کے کھولو تو
 چُپ چُپ کیوں ہو، کچھ بولو تو پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

اشکوں کے لیے، گجرے گئے تن پر کپڑے غم کے پنے
 آئے ہیں خدا حافظ کہنے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

یوں کیسے اکیلے جاؤ گے تنہائی سے گھبراؤ گے
 رہ رہ کے ہمیں یاد آؤ گے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

مرقد میں نُورِ نبی ہو گا میت کو شعورِ نبی ہو گا
 جاتے ہی ظہورِ نبی ہو گا پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

اک شکل دکھائی جائے گی تصدیق کرائی جائے گی
 تقدیر بنائی جائے گی پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

چھائے گی لحد میں تابانی آئے گی وہ ذاتِ نُورانی
 ہو جائے گی دُور پریشانی پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

انوار کا مرکز، دل ہو گا یوں لُطفِ خدا شامل ہو گا
 دیدارِ نبی حاصل ہو گا پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

سب رشتے ناطے، کچے ہیں کیا بھائی بہن، کیا بچے ہیں
اللہ کے وعدے، سچے ہیں پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

دامن اشکوں سے بھگونا تھا قسمت میں ہماری رونا تھا
وہ ہو کے رہا، جو ہونا تھا پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

کیا روگ لگایا قسمت نے رہ رہ کے رُلایا قسمت نے
یہ دن بھی دکھایا قسمت نے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

ہر سُو ہے کرم کا آوازہ دُنیا کو غلط ہے اندازہ
ہر اک پہ کُھلا ہے دروازہ پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں پیغام عنایت لائی ہیں
طیبہ سے ہوائیں آئی ہیں پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

اللہ سے ہے اُلفت کتنی کس دل میں ہے کتنا عشقِ نبی
دیکھیں گے نکیرین آکے یہی پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

اعجازِ نظرِ دکھلائیں گے گھبراؤ نہیں، وہ آئیں گے
سرکار، کرم فرمائیں گے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

وہ ذاتِ جلیلہ کافی ہے بخشش کو یہ جیلہ کافی ہے
حضرت کا وسیلہ کافی ہے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

باہم ملتے سبیلینِ ابرو ہیں آبروئے دارینِ ابرو
مازاغِ نظر، قوسینِ ابرو پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

دُنیا کے رشتے سب جھوٹے آنکھیں بھر آئیں، دل ٹوٹے
ماں باپ بہن بھائی چھوٹے پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یا سَرَّوَرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

ابنِ آدم سے خطاب

اے کہ تو رگ ہائے ہستی میں ہے مثلِ خوںِ رواں
 شہپر اندیشہ سے اڑ! سُوئے کا رخ لامکاں
 درطہ جہلِ مُرکب سے نکل اے بدگماں!
 تابہ کئے یہ امتیازِ نسل و آہنگ و زباں

عرش کا دل بند ہو کر، فرش پر افتادہ ہے
 تو کہ ہے شہکارِ قدرت اور آدمِ زادہ ہے

کیا اُس کو غمِ آئندہ ہے تاروں کی طرح تابندہ ہے
 جو اُن پہ مرا، وہ زندہ ہے پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

ممکن نہیں مدحِ شاہِ ہڈی گیلانی پیر نے خوب کہا
 ”کتھے مہرِ علی، کتھے تیری ثنا“ پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

دل اُن کے صدقے، سرِ قرباں ماں باپ تصدّق گھرِ قرباں
 سو جہاں سے نصیر اُن پر قرباں پڑھو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
 یا سَرَّوْرِ عَالَمِ صَلِّ عَلٰی

ماسوا کی گرد سے جب دل ہوا تیرا تلول
تیری جانب خالق کو نین نے بھیجے رسول
تیری خاطر ہی بنے سارے تمڈن کے اصول
ہاں نہ بھول لے نایب حق! اپنی عظمت کو نہ بھول

نطق کی شمشیر میں تیرے ہی دم سے آب ہے
عرض ہے امکاں، تو اُس کا جوہر نایاب ہے

تیرے ادراک و تخیل میں ہیں اسرارِ آست
تُو ہے دانائے رموز و آشنائے بُود و ہست
حق پسند و حق نگاہ و حق پناہ و حق پرست
ماہ بر دوش و صبا در دامن و گلشن بدست

تُو اُجالا دہر کا ہے، تُو دیا قُطبین کا
تُو اگر چاہے، تو پھر سکتا ہے رُخ کو نین کا

مرد بن کر جادہ شبتیر پر ہو گام زن
سیکھ فقرِ بوذُر و سلماں سے جینے کا چلن
ہاں گرا دے قلعہ دارائی اہل فتن
اے فدائے پنج تن! اے عاشقِ خیبرِ شکن!

مانگ شانِ جیدرئی سے دولتِ عزم و وقار
لا فِئِیْ اِلَّا عَلٰی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَارِ

امتزاجِ آب و گل ہر چند ہے تیرا جہاں
تیرے نقشِ پا کے ذرے ہیں جوہر کی دُکاں
تیری صولت سے لرزتے ہیں زمین و آسماں
کانپتا ہے عجز سے تیرے، غرورِ آسماں

اپنے دل سے دُور کر دے زعمِ نسل و رنگ کو
صاف کر آئینہ کردار سے، اس زنگ کو

افتخارِ انبیاء و آبروئے مرسلین
رونقِ ارض و سما، زینتِ دہ دنیا و دین
مصدرِ خلقِ عظیم و مطلعِ عزم و یقین
خسروِ ملکِ بقا، مخدومِ جبریلِ امین

خلقِ ایسا، خون کے پیاسے بھی دم بھرنے لگے
گفتگو ایسی، کہ دشمن دوستی کرنے لگے

جس نے مظلوموں کو اُن کا حق دلایا وہ رسول
جس نے محروموں کو سینے سے لگایا وہ رسول
جس نے زانو پر تیبوں کو بٹھایا وہ رسول
دشمنوں کے جور پر، جو مسکرایا وہ رسول

پیرِ زن کی آہ، جس کی روح کو تڑپا گئی
جس کی رحمت کی گھٹا، سارے جہاں پر چھا گئی

پیروی کر اپنے پیغمبر کی اے نوعِ بشر!
وہ پیغمبر، جس کی رحمت ہے محیطِ بحر و بر
فرش جس کا بوریا ہے، عرش پر جس کی نظر
جس کے نقشِ پا سے روشن ہے رخِ شمس و قمر

جس نے ضربِ فقر سے، شاہی کی گردن توڑ دی
عجز نے جس کے، تکبر کی کلائی موڑ دی

مہبطِ رُوحِ الامین و حاملِ اُمِّ الکتاب
جان و ایمانِ بلاغت، جس کا اندازِ خطاب
جس کی آمد سے وجودِ زیست پر آیا شباب
جس کی بعثت نے اٹھایا رُوعے معنی سے نقاب

واسطہ جس کا شفاعت کا میری سامان ہے
جس کی اُلفت میرا مذہب ہے، مرا ایمان ہے

سُوئے اسرارِ ازل جس دم اُنھی اُس کی نگاہ
 فکرِ انساں پر کھلی قُربِ خداوندی کی راہ
 مٹ گئی تفریقِ سلطان و گدا و کوہ و کاہ
 گونج اُنھی صحنِ عالم میں صدائے لالہ

عقل و دانش کی اداؤں میں روانی آگئی
 پیکرِ تہذیبِ انساں پر، جوانی آگئی

جس کے طرزِ زندگی پر آج تک دُنیا ہے دنگ
 جس کی حکمت نے مٹایا امتیازِ نسل و رنگ
 جس نے سمجھائے زمانے کو اُصولِ امن و جنگ
 دین کی نعمت سے محنتاً زندگی کو نیک ڈھنگ

جس کی دارائی نے، ناداروں کو، دارا کر دیا
 ذرّہ ناچیز تھے، آنکھوں کا تارا کر دیا

بدکلامی پر بھی دی جس نے، دُعائے مُستجاب
 جس نے بدخواہوں کو اپنایا، بہ لُطفِ بے حساب
 کس مزوت سے کیا ہے اُس نے اعدا سے خطاب
 ”ماو تُو از یک گلستانیم، از ما رُو متاب“

محو ہو سکتا نہیں، تاریخ کے اوراق سے
 درس جو ملتا ہے اُس کے مکتبِ اخلاق سے

زندگی کے باغ میں چلنے لگی بادِ بہار
 اوڑھ لی سلمائے فطرت نے قبائے زرنگار
 جھوم اُٹھا یہ مناظر دیکھ کر ہر دلفگار
 دل کھلے، سسکی ہوا، مہکے چمن، چمکے ہزار

آگیا وہ، ذات جس کی موجبِ توقیر ہے
 جس کے دستِ پاک میں، کونین کی تقدیر ہے

ابرِ وحدت جھوم کر اٹھا فلک پر ناگماں
شترک کے ایوان پر، برسوں ہزاروں بجلیاں
ہو گیا خونِ جواں، پھر جسمِ پیری میں رواں
جہل کے سینے میں کی پیوست، انساں نے سناں

چار سوئے خانہ باطل، اندھیرا ہو گیا
خاوری حق سے کرن پھوٹی، سویرا ہو گیا

اے محمد! اے خدیوِ جود و سلطانِ کرم
دیدہ و دل پر ہمارے ہیں، ترے نقشِ قدم
ختم ہے تیرے آستانے پر سرِ لوح و قلم
لے ہدایت کی سرافرازی! رسالت کے بھرم!

آج اُمت بتلائی پستی، افکار ہے
اوج کی خیرات مل جائے، تو بیڑا پار ہے

بددُعائے درویشاں

مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ

ترجمہ

جس نے میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت کی
پس میرا اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے

(المحدیث)

مفہوم منظوم از نصیر

ممکن ہے، جی اٹھے قضا کا مارا
شاید بچ جائے، اژدہا کا مارا

مت اُلجیے اللہ کے درویشوں سے
اٹھتا نہیں ان کی بددُعا کا مارا

تو اگر ماں کا رہا گستاخ ، توبہ کر ابھی
ہے کھلا تیرے لیے دارالسلام عائشہ

عائشہ کے اس شرف کو بھی ذرا ملحوظ رکھ
اپنے منہ سے مُصطَفٰی لیتے تھے نام عائشہ

مِل نہیں سکتا خدا جز دولتِ حُبِ نبی
مِل نہیں سکتے نبی ، بے احترام عائشہ

عائشہ کے ساتھ رُخصت ہو گیا اُن کا مقام
ہو سکا کوئی نہ پھر قائم مقام عائشہ

اُن کی عصمت کی ہیں آیات برأت پرردار
سورۃ النور ، تیغ بے نیام عائشہ

آ نہ جائے سُن کے زہرہ کی طبیعت پر ملال
لبجیو مت بے ادب لہجے میں نام عائشہ

قبرِ اطہر پر کیوں حاضری جن و بشر
جب اُترتے ہیں ملک بہر سلام عائشہ

بکھور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مرحبا یہ جلوۂ زیبائے بامِ عائشہ
ہے ہلالِ آمنہ ، ماہِ تمامِ عائشہ

روز و شب پیشِ نظرِ ذُلف و رُخسارِ نبی
رشکِ صدِ خُلدِ بریں وہ صبح و شامِ عائشہ

دُخترِ صدیقِ اکبر ، زوجہٴ خیرالوری
ہے دوگونہ اوج کا حال ، مقامِ عائشہ

چھب وہی ہیبت وہی عُدت وہی قُدت وہی
پرتُو نطقِ نبوت ہے کلامِ عائشہ

ٹُجھ کو کیا معلوم ، تو چھوٹا ہے تری محدود سوچ
بچھ اُمّت کے بزرگوں سے مقامِ عائشہ

کوئی اوچھا وار مت کر عائشہ کی ذات پر
ورنہ قُدتِ ٹُجھ سے لے گی انتقامِ عائشہ

بکضور

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

پڑا ہوں در پہ ترے مثلِ کاہ یا زہراً

ملے فقیر کو خیراتِ جاہ یا زہراً

ہیں جن کے نور سے اُمت کے روز و شب روشن

حسنِ حسینؑ ترے مہر و ماہ یا زہراً

ترے حسینؑ کا کردار دیکھ کر اب تک

پکارتے ہیں ملک واہ واہ یا زہراً

ملے جو اس کی اجازت مجھے شریعت سے

تو تیرا در ہو مری سجدہ گاہ یا زہراً

بھروں تو کیسے بھروں دم تری غلامی کا

بہت بڑی ہے تری بارگاہ یا زہراً

نام لیکر عائشہ کا رب نے بھیجا تھا سلام

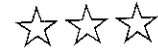
ضو فشاں ہے عرش پر قدیل نام عائشہ

جن کے علم و فضل کے آگے سرِ اُمت ہے خم

ہے وہ اک شخصیتِ ذی احترام عائشہ

جب نکیرین آئیں گے ، کہہ دوں گا اُن سے قبر میں

مجھ سے مت کُچھ پوچھیے ، میں ہوں غلام عائشہ



نہ پھیر آج مجھے اپنے در سے تو خالی
کہ تیرے بابا ہیں شاہوں کے شاہ یا زہراً

جیوں تو لے کے جیوں تیری دولتِ نسبت
مروں تو لے کے مروں تیری چاہ یا زہراً

بروزِ حشر نہ پُرساں ہو جب کوئی اُس کا
ملے نصیر کو تیری پناہ یا زہراً

☆☆☆

www.faiz-e-nisbat.weebly.com

کہاں تو ایک نجیبہ ، عقیفہ ، پاک نظر
کہاں میں ایک اسیرِ گناہ یا زہراً

تُو بادشاہِ دو عالم کی ایک شہزادی
میں اک غریب تری گردِ راہ یا زہراً

اُجڑ چکا ہوں غمِ زندگی کے ہاتھوں سے
کھڑا ہوں در پہ بحالِ تباہ یا زہراً

ہوں معصیت کی سیاہی ملے ہوئے منہ پر
کسے دکھاؤں یہ رُوئے سیاہ یا زہراً

میں گو بُرا ہوں ، مگر تیرا وہ گھرانہ ہے
کیا بروں سے بھی جس نے نباہ یا زہراً

بھری ہیں در سے ہزاروں نے جھولیاں اپنی
مری طرف بھی کرم کی نگاہ یا زہراً

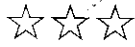
دردِ حیرانِ پیرِ حضرتِ محبوبِ سبحانی الشَّخ
سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی

تری شان سب سے جدا غوثِ اعظم
جمالِ رسولِ خدا غوثِ اعظم
مزارِ حسینِ ابنِ زہرا کے وارث
اجابت بڑے پیشوائی کو آگے
نہ کیوں حل ہوں مشکل سے مشکل مسائل
رسولوں کے انداز نبیوں کے تیور
زمانے کا ہر پیر زیرِ قدم ہے
پہنچتی ہے پھر کیسے نصرتِ خدا کی
نہیں ہے کوئی اور سارے جہاں میں
ذرا جلوہ مصطفیٰ میں بھی دیکھوں
ترا دور افسوس پایا نہ میں نے
نہ اُٹھے ہیں خالی نہ اُٹھیں گے خالی
عنایت سے بھر دیجیے مری جھولی

نہ پہنچے تجھے اولیا غوثِ اعظم
جلالِ علیٰ مرتضیٰ غوثِ اعظم
شبیبِ حسینِ مجتبیٰ غوثِ اعظم
اُٹھائیں جو دستِ دعا غوثِ اعظم
کہ ہیں ابنِ مشکل کشا غوثِ اعظم
ودیعت ہوئے تجھ کو یا غوثِ اعظم
ہیں ایسے جگت پیشوا غوثِ اعظم
ذرا کہہ کے تو دیکھ یا غوثِ اعظم
مرا پیر تیرے سوا غوثِ اعظم
ذرا صورت اپنی دکھا غوثِ اعظم
کبھی خواب ہی میں ٹو آ غوثِ اعظم
ترے در سے تیرے گدا غوثِ اعظم
کرم کیجیے آج یا غوثِ اعظم

مصاب کے طوفاں سے لکرا رہا ہوں میں لے کر ترا آسرا غوثِ اعظم
ہوا ہے نہ ہوگا نہ ہے اس جہاں میں کوئی اور تیرے سوا ”غوثِ اعظم“
کجا یک گدا و کجا شاہِ جیلاں کجا یک فقیر و کجا غوثِ اعظم
سناؤں نہ کیوں ان کو افسانہ دل کہ ہیں میرے درد آشنا غوثِ اعظم
اگر ان سے لو درسِ توحید تم بھی تو کر دیں اُسے کیا سے کیا غوثِ اعظم
دُستی عقائد کی کر لوں یہاں پر کہ ہیں قبلہ حق نما غوثِ اعظم

نصیر آج آیا ہے بن کر سوالی
اسے بھی ملے بھیک یا غوثِ اعظم



www.faiiz-e-nisbat.weebly.com

